عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۷ روپے

جلد: ۲۳ | ۷ تا ۱۳/ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸/ اکتوبر ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۲۲

عقیدۂ ختم نبوت کے پاسبان

حضرت مفتی محمد جمیل خان اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت

حکومت کی بے حسی سازش کا پتہ دیتی ہے

مستقبل میں مزید علمائے کرام نشانہ بن سکتے ہیں

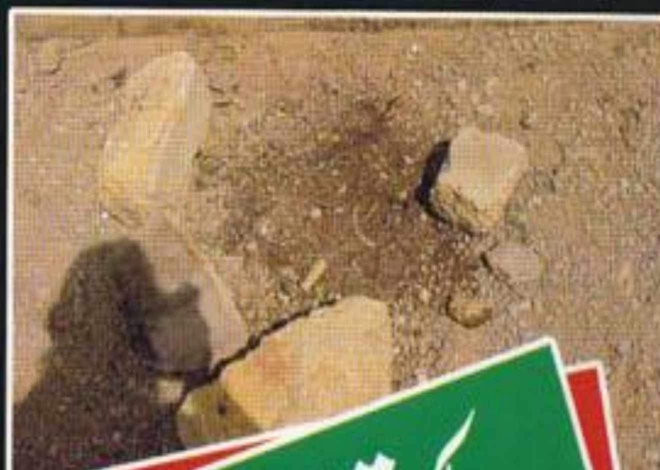

پاکستان علما کا مقتل بن گیا

احتجاجاً قتل کی ایف آئی آر درج نہ کرانے، حکام سے ملاقات اور سرکاری تعزیت قبول نہ کرنے کا فیصلہ

شہید علماء کے ہاتھ پر ہزاروں قادیانی مسلمان ہوئے، قتل عالمی سازش کا حصہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ تحفظ ناموس رسالت کیلئے قربانیوں کی تاریخ ہے۔ مرکزی رہنماؤں کی پریس کانفرنس

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

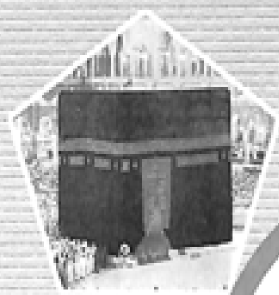

آپ کے مسائل

کسب معاش کے آداب:

س:...... قرآن وسنت کی رو سے مستقبل کی منصوبہ بندی (اپنی ذات کے لئے) کیسی ہے؟ یعنی جائز ذرائع سے مستقبل کے لئے دولت کا جمع کرنا' اپنی آئندہ نسلوں کے لئے کوششیں کرنا؟ جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رازق اور خالق ہے۔ میری مراد یہ نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے بلکہ بہتر مستقبل کی منصوبہ بندی اور اس کے لئے کوششیں کرنا ہے۔ مولانا صاحب اس سے ہمارے معاشرے میں کافی برائیاں پیدا ہورہی ہیں۔

ج:...... جو شخص حلال ذریعہ سے مال کمائے اور شریعت نے مال کے جو حقوق مقرر فرمائے ہیں وہ بھی ٹھیک طور پر ادا کرتا رہے' اسی کے ساتھ یہ کہ مال کمانے میں ایسا منہمک نہ ہو کہ آخرت کی تیاری سے غفلت اور فرائض شرعیہ کی بجاآوری میں سستی واقع ہوجائے' ان تین شرائط کے ساتھ اگر مال کما کر اولاد کے لئے چھوڑ جائے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر ان تین میں سے کسی ایک شرط میں کوتاہی کی تو یہ کمایا ہوا مال اس شخص کے لئے قبر میں بھی اور حشر میں بھی وبال جان ہوگا۔ مال کے بارے میں کتاب وسنت کی تعلیمات کا خلاصہ میں ذکر کردیا۔ اس کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہئے۔

اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں:

س:...... کسی نفع ونقصان کو پیش نظر رکھ کر کوئی آدمی کوئی قدم اٹھائے اور بیماری کے حملہ آور ہونے سے پہلے احتیاطی تدابیر اختیار کرنا کہیں یہ توکل کے خلاف تو نہیں؟ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کا صحیح مفہوم سمجھا دیجئے۔

ج:...... توکل کے معنی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے ہیں' اور بھروسہ کا مطلب یہ ہے کہ کام اسباب سے بنتا ہوا نہ دیکھے بلکہ یوں سمجھے کہ اسباب کے اندر مشیت الٰہی کی روح کارفرما ہے' اس کے بغیر تمام اسباب بیکار ہیں۔

مطلقاً ترک اسباب کا نام توکل نہیں' بلکہ اس بارے میں تفصیل ہے کہ جو اسباب ناجائز اور غیر مشروع ہوں ان کو توکل بر خدا بالکل ترک کردے' خواہ فوراً یا تدریجاً' اور جو اسباب مشروع اور جائز ہیں ان کی تین قسمیں ہیں اور ہر ایک کا حکم الگ ہے:

۱:...... وہ اسباب جن پر مسبب کا مرتب ہونا قطعی ویقینی ہے' جیسے کھانا کھانا' ان اسباب کا اختیار کرنا فرض ہے اور ان کا ترک کرنا حرام ہے۔

۲:...... ظنی اسباب...... جیسے بیماریوں کی دوادارو' اس کا حکم یہ ہے کہ ہم ایسے کمزوروں کو ان اسباب کا ترک کرنا بھی جائز نہیں' البتہ جو حضرات قوت ایمانی اور قوت توکل میں مضبوط ہوں ان کے لئے اسباب ظنیہ کا ترک جائز ہے۔

۳:...... وہمی اور مشکوک اسباب...... یعنی جن کے اختیار کرنے میں شک ہو کہ مفید ہوں گے یا نہیں' ان کا اختیار کرنا سب کے لئے خلاف توکل ہے' گو بعض صورتوں میں جائز ہے۔ جیسے جھاڑ پھونک وغیرہ۔

اسباب پر بھروسہ کرنے والوں کا شرعی حکم:

س:...... رزق کے بارے میں یہاں تک حکم ہے کہ جب تک یہ بندے کو مل نہیں جاتا وہ مر نہیں سکتا کیونکہ خدا نے اس کا مقدر کردیا ہے۔ خدا کی اتنی مہربانیوں کے باوجود جو لوگ انسانوں کے آگے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں' ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ملازمت سے نہ نکال دیئے جائیں' تو اس وقت ڈر' خوف وغیرہ رکھنے والے کیا مسلمان ہیں؟ جن کا ایمان خدا پر کم اور انسانوں پر زیادہ کہ یہ خوش ہیں تو سب ٹھیک ہے ورنہ زندگی اجیرن ہے؟

ج:...... ایسے لوگوں کی اسباب پر نظر ہوتی ہے' اور اسباب کا اختیار کرنا ایمان کے منافی نہیں' بشرطیکہ اسباب کے اختیار کرنے میں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کی جائے' البتہ ناجائز اسباب کا اختیار کرنا کمال ایمان کے منافی ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

جلد:۲۳ شمارہ:۲۲ ۷تا۱۳/رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۲تا۲۸/اکتوبر ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

اس شمارے میں

اداریہ		4
ناموس رسالت کا پاسبان	(مولانا سعید احمد جلال پوری)	6
پاکستان علماء کا مقتل بن گیا	(پریس کانفرنس)	11
عقیدۂ ختم نبوت کا نگہبان	(ابو یوسف)	13
نماز جنازہ میں رقت انگیز مناظر	(سید اطہر عظیم)	14
حیات جمیلؒ ایک نظر میں	(اطہر عظیم)	15
حیات نذیرؒ پر ایک نظر	(اطہر عظیم)	17
حضرت بنوریؒ اور جامعہ علوم اسلامیہ	(مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ)	19
اخباری رپورٹس		25

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و ترتیب: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس: 35, Stockwell Green, London, SW9 9HZ U.K. Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان۔ فون: ۵۸۳۴۸۶-۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan. Ph: 583486-514122 Fax: 542277

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust) Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi. Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت

میں کس کے ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کروں؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور جماعت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر اور مرکزی مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کو ۹/اکتوبر۲۰۰۴ء کو حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کی رہائشگاہ کے باہر دہشت گردوں نے گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کردیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو چند سالوں سے جن سانحات کا شکار ہونا پڑ رہا ہے یہ اس کا تازہ واقعہ ہے۔ اس سے قبل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور ان کے ڈرائیور کو شہید کیا گیا' چند ماہ قبل حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ کو شہید کیا گیا اور حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کو شہید کرکے بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے عظیم مشن سے روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی پوری زندگی ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ سے عبارت تھی۔ یہ دونوں حضرات جماعت کو درپیش تمام مسائل پر اکٹھے غور وخوض کرتے اور انہیں حل کرنے کیلئے اکٹھے تشریف لے جاتے۔ یہ مبالغہ آرائی نہیں بلکہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کے ہاتھ پر ہزاروں قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔ ناموس رسالت اور اسلامی اقدار کے تحفظ کیلئے حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کسی کے آگے نہیں جھکے۔ اس مقدس مشن پر انہوں نے کبھی کوئی سودے بازی نہیں کی۔ وہ فرقہ واریت کے انسداد کے خواہاں تھے اور تمام اسلامی طبقات کے اتحاد کے داعی تھے۔ ان کی حیثیت قطعاً غیر متنازعہ تھی۔ دوست تو کجا وہ تو اپنی ذات کیلئے کسی دشمن کو بھی تکلیف پہنچانے کے روادار نہ تھے۔ انہوں نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا لیکن ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے دشمنوں کے لئے ان کے دل میں کوئی جگہ نہ تھی۔ وہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ کے جرنیل تھے۔ اکابر کا مقولہ ہے کہ جب سے ہم نے سانپوں سے جنگ شروع کی ہے کبھی ہتھیار نہیں ڈالے۔ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ نے اکابر کے اس مقولہ پر عمل کرکے دکھایا۔ انہوں نے جب سے قادیانیت کے خلاف جدوجہد شروع کی تو آئین وقانون کے دائرے میں رہتے ہوئے قادیانیوں سے کبھی کوئی رورعایت نہیں کی اور نہ ہی ان کے سامنے کبھی لچک دکھائی۔ وہ صحیح معنی میں قافلۂ امیر شریعت کے رکن تھے جس کا مشن تحفظ ختم نبوت اور قادیانیت کا قلع قمع کرنا ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ نے علمائے کرام کی لاج رکھ لی۔ انہوں نے ثابت کردیا کہ اسلام کے سپوت اپنی جان تو دے سکتے ہیں لیکن اپنے مشن سے غداری نہیں کرسکتے۔ اسلام کی بقا وسالمیت کے لئے فرزندان اسلام کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ وہ اپنے لہو سے تحفظ ناموس رسالت وختم نبوت کی تاریخ رقم کرتے ہیں۔ ان کی زندگیاں بھی اس مشن کے لئے وقف ہوتی ہیں اور وہ اپنی موت کے ذریعہ بعد میں آنے والوں کے لئے ایک لائحہ عمل چھوڑ جاتے ہیں جس کے ذریعہ بعد میں آنے والی نسل ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس عظیم مشن کی پاسداری کرتی ہے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے اپنا تن من دھن وقف کردیتی ہے۔ اسلام کے یہ عظیم سپوت تو اپنے رب کے حضور حاضر ہوگئے اور وہ بھی

اپنے لہو سے باوضو ہو کر اور اپنے جسموں پر خون شہادت سے مزین لباس لے کر یقیناً انہیں اپنے رب کے انعامات ملے ہوں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے عظیم کام کی انجام دہی کی وجہ سے اعزاز واکرام سے نوازا گیا ہوگا۔ ہم جہاں ان کے جانے سے غمزدہ ہیں وہاں یہ سوچ کر مطمئن بھی ہیں کہ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ اس سنت صدیقی پر عمل پیرا تھے جس کے تحت وہ آخر دم تک ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد میں مصروف عمل تھے اور مسیلمہ قادیان کی ذریت کے خلاف دلائل وبراہین کی تیغ برہنہ لے کر مصروف جہاد تھے۔ یقیناً وہ اپنے اس جہاد میں سرخرو ہوئے۔ شہادت ان کا مقدر بنی۔ اگر بوقت شہادت وہ کچھ کہہ سکتے تو صحابہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ ضرور کہتے کہ ”اللہ کی قسم ہم کامیاب ہوگئے“۔ اور کامیابی بھی ایسی ہفت اقلیم کی دولت ملنے سے بڑھ کر ہے۔ آج ہم ان کی آواز سننے پر قادر ہوتے تو وہ ہم سے یہ ضرور کہہ رہے ہوتے کہ ہمیں ہمارے رب نے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں۔ وہ اس کامیابی کے بجا طور پر مستحق تھے۔ ظاہر ہے کہ جس نے اپنی ساری زندگی محافظ عقیدۂ ختم نبوت وناموس رسالت کی حیثیت سے گزاری ہو اس سے بڑھ کر کون کامیاب ہو سکتا ہے۔

اس موقع پر ہم پاکستان میں علمائے کرام کے قتل عام اور ان کی پے درپے شہادتوں پر یہ تبصرہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ اسلام دشمن قوتیں علمائے کرام کو شہید کر کے اگر یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اس طرح اسلام کو روئے زمین سے ختم کر دیں گی تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اسلام باقی رہنے آیا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک باقی رہے گا۔ قادیانی اور یہودی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کو شہید کر کے ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد اور اس عظیم مشن کو ختم کر دیں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان یہ عزم کرتے ہیں کہ وہ اس عظیم مشن کو حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی طرح اپنا لہو دے کر بھی پورا کریں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شہداء کے اہل خانہ کے مشورے سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ احتجاجاً ان شہداء کے واقعہ شہادت کی ایف آئی آر درج کروانے سے علیحدہ رہا جائے' حکام سے ملاقات نہ کی جائے اور ان کی رسمی تعزیت قبول نہ کی جائے کیونکہ حکام کی جانب سے حقیقی تعزیت یہ ہوگی کہ وہ قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دیں اور مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور مولانا محمد نذیر احمد تونسویؒ کے مشن کے ایک حصہ یعنی ناموس رسالت کے قانون اور دیگر اسلامی قوانین میں ترمیم کے خلاف جدوجہد کو کامیاب بناتے ہوئے ان قوانین میں ترمیم کے اعلانات واپس لے کر ان شہداء کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائے اور امتناع قادیانیت سے متعلق قوانین کے نفاذ کو یقینی بنائے۔ حکام اگر مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' مفتی عبدالسمیع' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عنایت اللہ' مولانا عبداللہ (اسلام آباد)' مفتی نظام الدین شامزی' مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت کے واقعہ کے حوالے سے اظہار ہمدردی اور تعزیت کے خواہاں ہیں تو ان کی حقیقی تعزیت واظہار ہمدردی یہ ہے کہ وہ موجودہ واقعہ اور سابقہ واقعات کی تہہ تک پہنچیں اور ان واقعات کی منصوبہ بندی کرنے والے گروہ اور اس منصوبہ بندی پر عملدر آمد کرنے والے قاتلوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ کسی ایک فرد کا کام نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک منظم گروہ کار فرما ہے جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے تمام حدود پار کر لیتا ہے اور بے گناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ اس منظم گروہ کا سراغ لگا کر اس کا قلع قمع کیا جائے۔ بے گناہ افراد کو شکنجہ میں نہ جکڑا جائے اور صرف حقیقی مجرموں ہی کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ ہم کسی بے گناہ کو اس جرم میں ملوث نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی حقیقی مجرمان کو قانون کی گرفت سے آزاد دیکھنا چاہتے۔ حکام کو چاہئے کہ ان واقعات کا سراغ لگا کر مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانا حکومت کا آئینی فریضہ ہے جسے ہم بہر حال اسے یاد دلانا چاہیں گے۔ حکومت کو چاہئے کہ اپنی اس آئینی ذمہ داری کو پورا کرے اور علمائے کرام کو تحفظ فراہم کرے۔

> ہفت روزے کی یہ کاپی انتہائی عجلت میں ہنگامی بنیادوں پر تیار کی گئی ہے' اس لئے اس میں کسی قسم کی فروگزاشت پر اراکین ادارہ پیشگی معذرت چاہتے ہیں۔ ادارے کے تمام اراکین اس وقت شدید رنج والم کی کیفیت سے دوچار ہیں' اس لئے امید ہے کہ قارئین اغلاط سے درگزر فرمائیں گے۔ (مدیر)

ناموسِ رسالت کا پاسبان

مولانا سعید احمد جلال پوری

۲۳؍شعبان ۱۴۲۵ھ مطابق ۹؍اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ شام تقریباً پونے چھ بجے، دن بھر کا تھکا ماندہ سورج، بہت دُور سرخ اُفق میں جب غروب کی تیاری کر رہا تھا، عین اسی وقت دنیائے علم و عمل کا تاجدار، حکمت و دانش کا دُرِّ شاہوار، فہم و فراست کا گوہر آبدار، شرافت و نجابت اور امانت و دیانت کا ابر گوہر بار، اسلاف و اکابر کی روایات کا پاسدار، خونی ردا اوڑھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا کر دیا گیا' یعنی ہمارے مخدوم و محبوب رفیق کار، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کے بانی، ہر دینی تحریک کے روحِ رواں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، اور اُمورِ خارجہ کے ناظم، جمعیت علمائے اسلام کے سابق ناظم اطلاعات و نشریات، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مایہ ناز سپوت اور قابل فخر فرزند، روزنامہ جنگ کراچی کے صفحۂ اقرأ کے انچارج، حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ کے خلیفہ خاص، حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے مجاز اور سفر و حضر کے رفیق کار، مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن خان ٹونکیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، ترجمان اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کے خادمِ خاص، حلقہ علمائے دیوبند کے ترجمان، مایہ ناز اسکالر حضرت مولانا حافظ قاری مفتی محمد جمیل خانؒ کو دن دہاڑے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر، مرکزی مبلغ، شعلہ بار مقرر اور کامیاب مناظر حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ سمیت گولیوں سے چھلنی کر کے شہید کر دیا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون، ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ باجل مسمّٰی۔

قضا و قدر سے کسی کو مفر نہیں، اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اُسے ایک نہ ایک دن جانا ہے، مگر بعض جانے والوں کے جانے اور جدائی کا ایسا صدمہ ہوتا ہے کہ پسماندگان کی دنیا اندھیر ہو جاتی ہے، ان کے دل و دماغ کی صلاحیتیں ماؤف ہو جاتی ہیں، اور صبر و سکون کے پیمانے اس طرح چھلکتے ہیں کہ اشک ہائے غم کا سیلاب پورے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے، ان پر اپنے ہی نہیں پرائے بھی روتے ہیں، صرف انسان ہی نہیں، جن و ملائک اور زمین و آسمان بھی ان کی جدائی پر اشک بہاتے ہیں، ان کی جدائی صبح قیامت کا پیغام لاتی ہے، اور ان کی برکات کے اُٹھ جانے کو انسانوں کے علاوہ وحوش و طیور اور حیوانات تک محسوس کرتے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے محبوب اور محبوب العلماء حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کی جدائی اور شہادت کے سانحہ پر بھی کچھ کیفیت ہے، سمجھ نہیں آتا کہ میں اپنے جذبات کا اظہار کیسے کروں؟ اور اپنے دل و دماغ کی کیفیت کس طرح بیان کروں؟ ان کی کس کس ادائے دل نواز کا ذکر کروں اور کس کو چھوڑوں؟ بلاشبہ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اُمت کے لئے درسِ عبرت ہے، ان کا اخلاق و کردار، ان کا علم و عمل، حلم و تدبر، زہد و تقویٰ، خشیت و خدا خوفی، ان کا اُمتِ مسلمہ کے لئے کڑھنا، مسلمانانِ عالم کے درد میں پگھلنا، ان کا نالۂ نیم شبی، ان کی آہِ سحر گاہی، اپنے ربّ کے سامنے رونے، گڑگڑانے کا انداز، ان کے حج و عمرے، ان کے طواف و سعی کا انداز، روضۂ اطہر پر گھنٹوں رونا، کپکپانا، لرزنا، اُمت کے لئے دعائیں مانگنا، نئی نسل کی اصلاح کی خاطر اقرأ ایجوکیشن سسٹم قائم کرنا، دن رات اسی فکر میں بے چین رہنا، دنیا بھر کی مسلم تنظیموں کی مدد کرنا، ان کو مشوروں سے نوازنا، مال داروں کے گھروں میں حفظِ قرآن کی دولت پہنچانا، غریبوں کی کفالت کرنا، شمالی علاقہ جات کے مسلمانوں کی نسل کے دین و ایمان کے تحفظ کے لئے اقرأ مدارس اور اسکول قائم کرنا، ماہانہ لاکھوں روپے کا خسارہ برداشت کر کے ان کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا، مسلمانوں کو احساسِ محرومی سے بچانا، آغا خان فاؤنڈیشن کے مقابلہ میں

ہسپتال اور جدید تعلیمی مدارس واسکول قائم کرنا، غرض شہر شہر، قریہ قریہ اور گلی گلی پھرنا اور مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا، علمائے دیو بند کی ترجمانی کرنا، سلوک واحسان کی خانقاہوں کا قائم کرنا، غرض کس کس کو بیان کیا جائے اور کیسے بیان کیا جائے؟

سچ یہ ہے کہ الفاظ و بیان ساتھ نہیں دیتے اور قلم وقرطاس اپنی کوتاہ دامنی کی شکایت کرتے ہیں، بلاشبہ اپنی ہمہ جہت خدمات کے اعتبار سے وہ اس دور کے مجدد تھے اور بطور خاص اقرأ ایجوکیشن سسٹم کی ایجاد اور نفاذ کے اعتبار سے وہ بجا طور پر مجدد تھے۔

ممکن ہے کسی کو اس سے اختلاف ہو، مگر میں اپنی دانست اور تجربہ کے اعتبار سے ان کی زندگی ہی میں، انہیں وقت کا قطب تصور کرتا تھا، اور میں نے بارہا اس کا مختلف مجالس میں اظہار بھی کیا اور اپنے احباب کو اس طرف متوجہ بھی کیا کہ یہ شخص بہت اونچے درجہ کا ہے، اس کی قدر کرنی چاہئے اور اس کے انفاس طیبہ سے نفع اٹھانا چاہئے۔ میں اب بھی اپنے اس احساس پر قائم ہوں، ہاں یہ ضرور ہے کہ انہوں نے اپنی ولایت وقطبیت کو قلندرانہ ذوق و مزاج اور فنی مذاق میں چھپا رکھا تھا۔

سچ پوچھئے تو میں نے اپنی زندگی میں اس جیسا متوکل اور مستجاب الدعوات شخص نہیں دیکھا، بارہا اس کا مشاہدہ کیا کہ انہوں نے جو بات کہہ دی، چاہے وہ بادیٔ النظر میں غلط نظر آتی تھی، مگر بعد میں حق اسی طرف نظر آیا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ کے بقول: ''اس کی سیدھی بھی سیدھی، اور الٹی بھی سیدھی ہوتی تھی۔'' اس مرد قلندر نے ہمیشہ ہمت وجرأت رندانہ کا مظاہرہ کیا، اس نے ہمیشہ حق کو حق کہا اور باطل کو باطل، چاہے کتنا ہی مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑے۔

انہوں نے جب بھی کوئی موقف اختیار کیا، نہایت سوچ وبچار، غور وفکر اور استخارہ واستشارہ کے بعد اختیار کیا، لیکن جب وہ کوئی موقف اختیار کر لیتے تو پھر اس سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹتے، چاہے انہیں کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے، میرے سامنے اس کی بے شمار مثالیں اور شواہد ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خصوصیات وکمالات اور خصائص ومزایا سے نوازا تھا، وہ فطری طور پر ہر کام میں جلدی اور تیزی کے عادی تھے، وہ ہر کام اور ہر میدان میں پیش پیش رہتے تھے، چنانچہ انہوں نے دنیا کی سرحد پار کرنے میں بھی اسی تیزی اور جلدی کا مظاہرہ کیا، کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس قدر تیزی دکھائیں گے، ہمارا احساس تھا کہ وہ ابھی زندہ رہیں گے اور امت کی راہ نمائی کا فریضہ ادا کریں گے، ہم جیسے بے کسوں کی مدد وراہ نمائی کریں گے، اور جس طرح انہوں نے برطانیہ اور امریکہ کی تحقیقاتی ایجنسیوں سے بازی جیتی تھی، اسی طرح اب وہ سپر طاقت امریکہ سے بھی بازی جیتیں گے، اور ہم طاغوت کا سرنیچا ہوتے دیکھیں گے۔

ابھی تو انہوں نے اقرأ کی صرف ۱۱۰ شاخیں قائم کی ہیں، وہ اس پروگرام کو ملک وبیرون ملک، شہر شہر اور قریہ قریہ وسعت دیں گے... ابھی تو انہوں نے گلگت میں صرف ۳۰ شاخیں قائم کی ہیں، چترال کا تو ابھی تک رخ ہی نہیں کیا، وہ تو وہاں بھی اسی طرح اس پروگرام کو پھیلائیں گے، اور غیر مسلم مشنریز کو چاروں شانے چت کریں گے... ابھی تو پاکستان کے بہت سے شہر باقی تھے، جہاں انہوں نے اقرأ کی شاخوں کا افتتاح کرنا تھا... اقرأ حفاظ اسکول کے علاوہ، وہ ابھی تک صرف کراچی میں ہی اقرأ حافظات خواتین کالج قائم کر پائے تھے، جبکہ ابھی اقرأ حفاظ کالج اور اقرأ حفاظ وحافظات یونیورسٹی اور اقرأ درس نظامی اور اقرأ حفاظ تخصصات قائم کرنا باقی تھا، آخر ان کو آگے جانے کی اتنا جلدی بھی کیا تھی؟

ممکن ہے کہ ان کے اساتذہ ومشائخ بھی ان سے پوچھیں کہ ''جمیل'' تونے یہاں آنے میں بہت جلدی دکھائی؟ حالانکہ تیرے کرنے کے بہت سے کام باقی تھے، ابھی تو اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے علاوہ اقرأ ڈائجسٹ کا اجرائے مکرر باقی تھا، ابھی تصنیف وتالیف، علم وتحقیق اور ترتیب فتاویٰ کا کام باقی تھا، ابھی روزنامہ جنگ کا اقرأ صفحہ اس قابل نہ تھا کہ اسے یوں بے یار ومددگار چھوڑ دیا جائے، ابھی مدارس کے تحفظ اور ناموس رسالت کی حفاظت کا کام باقی تھا، ابھی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے علوم ومعارف پورے طور پر منصۂ شہود پر نہیں آئے تھے، ابھی حضرت لدھیانوی شہیدؒ پر بہت سا کام کرنا باقی تھا، ابھی مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کے فتاویٰ کی ترتیب پایۂ تکمیل کو نہ پہنچی تھی، ابھی مقالات ومضامین ٹونکویؒ کا آخری پروف آنا باقی تھا۔

اور سب سے اہم یہ کہ ابھی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف کی صحت بحال نہیں ہوئی تھی، حضرت مولانا محمد نافع صاحب محمدی شریف کا علاج باقی تھا، مولانا عبدالقیوم چترالی کی خدمت وعلاج باقی تھا، تمہارے محبوب استاذ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کو سہارا دینا باقی تھا، آپ کی بوڑھی والدہ کی دل داری کا مرحلہ اور خدمت گزاری کا سلسلہ بھی تشنہ تکمیل تھا، کیوں میاں اتنا بھی جلدی کیا تھی؟

اسی طرح تم نے جامعہ علوم اسلامیہ کی تاریخ کی ترتیب کا کام کیوں چھوڑ دیا؟ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی سوانح حیات کے وعدے کا کیا ہوا؟ المعتمد فی المعتقد کا کام بھی نامکمل تھا؟ اس کے علاوہ تمہارے مقالات ومضامین اور مقدمات کی ترتیب اور مسائل حج کے عنوان سے لکھے گئے سلسلہ وار کالم کا کیا انتظام کیا؟

لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ان سب سوالوں کا ایک ہی جواب دیں گے اور نہایت ادب سے عرض کریں گے کہ: حضرت! آپ تو میری طبیعت و عادت سے واقف ہیں، میں تو ہمیشہ اپنے اکابر، اساتذہ اور مشائخ کی ایک ہی آواز پر لبیک کہتا تھا، اور میں نے جب زندگی بھر کسی چھوٹے کے بلاوے کو بھی رد نہیں کیا، تو رب العالمین کے بلاوے پر میں کیونکر دیر کر سکتا تھا؟ یہی وجہ ہے کہ میں اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ کر بھی اپنے چھوٹے سے معصوم بیٹے ریان کو بھی الوداع کہے بغیر سیدھا چلا آیا۔

میں سمجھتا ہوں جب اکابر اپنے اطاعت شعار اور فرماں بردار شاگرد و خادم کی یہ معروضات سنیں گے تو انہیں شاباش دیں گے، ان کو گلے لگالیں گے، اور کہیں گے: ہمیں آپ سے یہی توقع تھی، بیٹا! بہت اچھا کیا جو تو آگیا، اب ہم سب مل کر رضا و رضوان کے مزے لوٹیں گے۔

جب مالک الملک نے بلایا ہے تو ان سارے کاموں اور منصوبوں کا بھی وہی محافظ ہے، جو بظاہر تشنہ تکمیل نظر آرہے ہیں، بلاشبہ اس تصور سے ایک گونا دل کو تسلی ہوتی ہے، مگر اس دلِ بے قرار کا کیا کریں کہ اسے اپنے مخدوم و محبوب کی جدائی پر صبر نہیں آرہا، رہ رہ کر دل میں ایک ہوک سی اُٹھتی ہے، اور آنکھوں کے سامنے ایک اندھیرا سا چھا جاتا ہے، سمجھ نہیں آتا کہ اپنا درد دل کس کو سنائیں؟ اور اپنے مسائل ومشکلات کس سے بیان کریں؟ اب مشورے کس سے کریں؟ صرف میں ہی نہیں بلکہ اقرأ اور اس کے در و دیوار سوگوار ہیں کہ ہماری رونقیں اور بہاریں لٹ گئیں، اقرأ کے ۳۸ ہزار طلبہ پژمردہ ہیں کہ ہمارا مشفق باپ نہیں رہا، اساتذہ، مدرسین اور ناظمین پریشان ہیں کہ ہمارے مسائل کون سنے گا؟ مجروح دل اور بے سہارا افراد روتے ہیں کہ ہمیں تسلی کون دے گا؟ یتیموں اور بیواؤں کا نالۂ فغاں آسمان کو چھو رہا ہے کہ اب ہمارے گھر کے چراغ کیسے جلیں گے؟ علمائے حق پریشان ہیں کہ اب ہماری ترجمانی کا فریضہ کون ادا کرے گا؟ جنگ کا صفحہ اقرأ اور ہفت روزہ ختم نبوت نوحہ خواں ہیں کہ ہماری نگرانی کون کرے گا؟ مسلمانانِ برطانیہ مضطرب ہیں کہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی رپورٹنگ کون کرے گا؟ اور ختم نبوت کا ایڈیشن کون نکالے گا؟

ارباب مدارس غمگین ہیں کہ ان کی آواز کون بلند کرے گا؟ غرض عوام و خواص اور علماء و طلبہ سب ہی دل گرفتہ ہیں کہ ان کی دل کی آواز نوک قلم پر کون لائے گا؟ مدارس و مساجد کے خلاف اُٹھنے والے سیلاب کو کون موڑے گا؟ اسی طرح جمعیت علمائے اسلام اور دوسری دینی و جہادی تحریکیں دم بخود ہیں کہ ان کا قافلہ سالار کہاں چلا گیا؟ مفتی خالد محمود، مفتی مزمل حسین کاپڑیا ورطۂ حیرت میں ہیں کہ اقرأ کا پھیلا ہوا کام ہم سے کیونکر سنبھلے گا؟ ان کی امداد و تعاون سے چلنے والے مدارس اور ان کے ارباب حل و عقد حیران و ششدر ہیں کہ اب ان کے فنڈ کا کیا بنے گا؟ ختم نبوت حج گروپ کے کارپرداز افسردہ ہیں کہ ان کی سرپرستی کون کرے گا؟ ان کے مسائل ومشکلات کو کون حل کرے گا؟ خاندان اور برادران نیم جان ہیں کہ خاندانی مسائل کو کون سلجھائے گا؟ عزیزان مفتی محمد، محمد ثانی اور معصوم ریان پوچھتے ہیں کہ ہمارا مشفق و مہربان باپ ہم سے کیوں رُوٹھ گیا؟ غرض اس وقت ہر ایک اپنی اپنی جگہ دل گرفتہ اور غم گیر ہے کہ ہمارے محبوب و قائد و ہر دل عزیز لیڈر و سرپرست کو ہم سے کیوں چھین لیا گیا؟ ان کا کیا قصور تھا؟ وہ تو زندگی بھر محبتیں اور اُلفتیں بانٹتے رہے، انہوں نے کبھی کسی کو دُکھ اور درد نہیں دیا، تو انہیں کس جرم کی پاداش میں شہید کیا گیا؟ وہ جو زندگی بھر دوسروں کو چین و سکون پہنچاتے رہے، انہیں چین و سکون سے کیوں نہیں رہنے دیا گیا؟ جب وہ امن کے داعی، فرقہ واریت سے دور، ناموسِ رسالت کے پاسبان اور دین حنیف کے علمبردار تھے، تو انہیں دہشت گردی کا نشانہ کیوں بنایا گیا؟ وہ ارباب اقتدار اور حکومت و انتظامیہ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا شرافت و دیانت، محبت و اُلفت اور چین و سکون کے داعیوں کا یہی صلہ ہے کہ انہیں راستہ کا پتھر سمجھ کر ہٹا دیا جائے؟ کیا پاکستان میں شرافت و دیانت اور امن و اطمینان کی دعوت دینا اور فرقہ واریت سے نفرت کرنا جرم ہے؟ کیا یہاں تشدد و دہشت گردی کی سرپرستی ہوتی ہے؟ کیا ہم بھی قتل و غارت گری کی راہ اپنائیں؟ اور لاقانونیت کی راہ چلیں؟ کیا ہمیں بھی اسی کی دعوت دی جارہی ہے؟ اگر نہیں تو اس صورت حال کا سد باب کیوں نہیں کیا جاتا؟ اور ہمارے اکابر علماء کی جانوں کا تحفظ کیوں نہیں کیا جاتا؟

بہرحال حضرت مفتی صاحبؒ کی شہادت کا خون ارباب اقتدار کی گردنوں پر قرض ہے، آج نہیں تو کل قیامت کے دن انہیں بہرحال چکانا ہوگا، اور وہاں قہر الٰہی کے کوڑے سے کوئی بڑے سے بڑا بھی نہیں بچ سکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ پیدائشی قائد و لیڈر تھے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی اُمت کی قیادت کے لئے کیا تھا۔ چنانچہ جب وہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں درجہ حفظ کے طالب علم تھے، اور ان کی عمر صرف گیارہ سال تھی، وہ اس وقت بھی کراچی جمعیت طلبائے اسلام کے قائد تھے۔ ایسے ہی اسی دور میں جب بدنام زمانہ ”ڈان آف اسلام“ نامی فلم کاسٹ ہوئی تو انہوں نے اس کے خلاف تحریک چلائی، ہینڈ بل تقسیم کئے، مسلمان بچوں کو اس کے خلاف اُبھارا اور جلوس نکالا، تو اس کی پاداش میں انہیں تھانہ کے لاک اپ میں جانا پڑا۔

اسی طرح ۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختم نبوت میں وہ دورۂ حدیث کے طالب علم تھے، اور ان کی عمر یہی کوئی ۱۸، ۲۰ سال کی ہوگی، چہرے پر داڑھی کے آثار تک نہیں تھے، مگر انہوں نے اس تحریک میں گرم جوشی سے حصہ لیا، پابندِ سلاسل ہوئے، اور کراچی بچہ جیل میں کئی عشروں تک مقید رہے۔ جیل سے رہائی کے بعد ان کے والد ماجد جناب الحاج عبدالسمیع خلیفہ مجاز حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ جب انہیں بزرگانہ فہمائش کی غرض سے عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی خدمت میں لے گئے تو حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ان کے والد ماجد کی خواہش کے برعکس یہ کہہ کر ان کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ:

”ارے بھائی! تم نے تو ان چند دنوں کی جیل سے وہ مقام حاصل کرلیا ہے جو آج تک ہم عبادت و ریاضت سے بھی نہ حاصل کر پائے۔“

گویا حضرت عارفیؒ کے بقول: ہماری عبادت و ریاضت اور مجاہدے ایک پلڑے میں رکھے جائیں، اور ناموسِ رسالت کے لئے تمہارا جیل جانا دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو تمہارا یہ عمل بھاری نکلے گا۔

انہوں نے ابتدائی تعلیم کا آغاز حضرت اقدس محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ کے گھر سے کیا، اور جامعہ علوم اسلامیہ میں ہی حضرت مولانا قاری عبدالغفارؒ سے آپؒ نے حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی، تکمیل حفظ کے بعد آپؒ نے درسِ نظامی کی تعلیم کا آغاز و تکمیل بھی اسی مادرِ علمی سے کی، سوائے ایک سال کے کہ آپ حضرت مولانا مفتی خلیل صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں گوجرانوالہ میں تشریف لے گئے، آپؒ نے جامعہ اشرفیہ گوجرانوالہ میں الفیہ ابن مالک وغیرہ کتب کی تعلیم حاصل کی۔

آپؒ کے اساتذہ میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا فضل محمد سواتیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا مفتی خلیل صاحبؒ گوجرانوالہ، حضرت مولانا بدیع الزمان، حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم، حضرت مولانا محمد عبداللہ کاکا خیلؒ، مولانا عبدالقیوم چترالی، حضرت مولانا محمد صاحب سواتی مدظلہما، شامل ہیں۔ آپؒ شروع سے ہی ذہین و ہونہار اور اساتذہ کی آنکھوں کے تارہ تھے، اساتذہ کا ادب اور خدمت آپؒ کی گھٹی میں داخل تھی، یہ اسی کی برکت ہے کہ انہوں نے زندگی بھر اپنے اساتذہ اور نامور علماً کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائے رکھا، اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ان کی خداداد صلاحیتیں اپنی جگہ، مگر ان کو جو کچھ ملا ادب اور خدمت ہی سے ملا۔

آپؒ کی عمر ابھی صرف ستائیس سال کی تھی کہ آپ کو راس الاتقیاً حضرت مولانا فقیر محمد پشاوری قدس سرہٗ نے خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپؒ پچیس سال کے تھے کہ آپ کو روزنامہ جنگ کے اقرأ ایڈیشن کا انچارج بنادیا گیا، جس کو انہوں نے زندگی بھر نہایت خوبصورتی سے نبھایا۔

آپؒ کو حرمین کے ساتھ عشق کا سا تعلق تھا، جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے، انہوں نے جب سے حرمین جانا شروع کیا، کوئی سال ایسا نہیں ہوگا کہ ان کا رمضان المبارک پاکستان میں گزرا ہو۔ وہ حضرت لدھیانوی شہیدؒ سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے، مگر جیسے ہی رمضان شروع ہوتا، تو یہ کہہ کر وہ حضرتؒ سے رُخصت لے لیتے کہ رمضان کے دنوں میں حاضری سے مجھے معذور سمجھا جائے، کیونکہ میں رمضان حرمین کے علاوہ کہیں نہیں گزار سکتا۔

ان کو اکابر کی جوتیاں سیدھی کرنے اور ان کی خدمت کا خاص ملکہ اور سلیقہ حاصل تھا، وہ محض رسمی محبت و ادب کے قائل نہیں تھے، بلکہ وہ جی جان سے خدمت و محبت کرتے تھے، وہ جب کسی کی خدمت کا ذمہ اُٹھالیتے تو پھر کسی دوسرے کو اس میں شریک نہ ہونے دیتے، بلا مبالغہ انہوں نے جس کی خدمت کی ٹوٹ کر کی۔

ان کا ایک اختصاص یہ تھا کہ ان کو تسخیر المشائخ کا فن آتا تھا، دنیا بھر کا کوئی ایسا بزرگ نہیں تھا جو ان کا گرویدہ نہ ہو اور جن کے ساتھ ان کے والہانہ مراسم نہ ہوں۔

ان کا ایک کمال یہ تھا کہ وہ جس محفل میں ہوتے، میرِ محفل ہوتے، ہر بات کی ان سے ابتدا

ہوتی، اور ان ہی پر اختتام ہوتا۔

بلاشبہ وہ مضبوط اعصاب کے مالک اور مرد آہن تھے، ان کی لغت میں آرام اور چین وسکون نہیں تھا، اسی طرح وہ تھکن اور مایوسی کے لفظ سے بھی ناآشنا تھے، انہیں ہر دینی کام سے لگن تھی، بطور خاص اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ ان کی جان تھی، ان کا اوڑھنا بچھونا یہی اقرأ ہی تھا، رات دن وہ اسی دُھن میں رہتے اور جہاں کہیں سے اقرأ کے قیام کی دعوت آتی فوراً وہاں تشریف لے جاتے، اور بلاتاخیر وہاں اقرأ کا قیام عمل میں لاتے۔

سب سے بڑھ کر ان کا کمال یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو نمایاں نہیں کرتے، بلکہ پیچھے رہ کر کام کرتے، وہ چاہتے تو حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے بعد ان کی مسند کو سنبھالتے، مگر انہوں نے یہاں بھی خمول وگمنامی کو ترجیح دی، اور باوجود اکابرؒ کے مجاز وخلیفہ ہونے کے ایک آدھ فرد کے سوا کسی کو بیعت نہیں کیا، وہ فرماتے کہ بس اپنی نجات ہوجائے، یہی کافی ہے، دوسروں کا بوجھ اُٹھانا بہت مشکل ہے، ابھی ایک عرصہ سے ان پر ایک دھن سوار تھی کہ آج کل لوگ مادیت میں کیوں مبتلا ہیں؟ وہ اس پر کڑھتے اور گھنٹوں اس پر بحث کرتے کہ حد تو یہ ہے کہ دورِ حاضر کے علماً بھی اس مرض کا شکار نظر آتے ہیں آخر آج کل کار کوٹھی اور بنگلہ کو معیار کیوں بنالیا گیا ہے؟ ہمارے علماً اپنے اسلاف نے طرزِ زندگی کو کیوں بھول گئے ہیں؟

وہ فرماتے تھے کہ ہماری عزت واحترام اور مقام ومرتبہ ان ظاہری اسباب کا مرہونِ منت نہیں، بلکہ اس تعیش پسندی نے ہمیں کاہل دست اور بزدل بنادیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج ہماری نئی نسل کی تعلیم کا وہ معیار نہیں، جو اکابر واسلاف کا تھا، وہ اس پر کڑھتے، جلتے اور پگھلتے کہ اس کا سدباب کیسے ہو؟ اور کسی طرح ہم اپنے اسلاف واکابر کے اسوۂ حسنہ پر واپس آجائیں۔

سچ ہے وہ اس دور کے آدمی نہیں تھے، انہوں نے اسلاف واکابر کی سیرت وسوانح کا مطالعہ کیا، اور اُسے ہضم کیا اور اپنے آپ کو اس سانچہ میں ڈھال رکھا تھا، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کبھی اپنے ظاہری لباس، جوتی اور ٹوپی پر کوئی توجہ نہیں دی، ان کی چپل ہمیشہ معمولی قسم کی ہوتی، ان کی ٹوپی چنداں صاف نہ ہوتی، بارہا اس پر ان سے تکرار بھی ہوا، مگر وہ ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال دیتے کہ ہماری قیمت ہی کیا ہے اور ہمیں دیکھتا ہی کون ہے کہ ان تکلفات میں اپنا وقت ضائع کریں۔

ان کے سفر وحضر کا ایک ہی لباس ہوتا، وہ سفر حج پر جاتے تو اکثر وبیشتر دیکھا گیا کہ ان کا کوئی کمرہ نہیں ہوتا تھا، جہاں کھانا پکتا وہیں چٹائی ڈال کر لیٹ رہتے، مگر ان کی مقناطیسی شخصیت کی کشش سب کو کھینچ کر وہاں لے جاتی، ایسا بھی دیکھا گیا کہ لوگ بستروں پر آرام کررہے ہیں اور وہ روڈ پر پڑی ریت اور بجری پر سو رہے ہوتے۔

وہ ہر وقت باوضو رہتے، اور ہر کام سے پہلے استخارہ کرتے، اللہ سے خوب رو رو کر مانگتے، ان کی میدان عرفات کی دعا ایسی ہوتی کہ کھلی آنکھوں محسوس ہوتا کہ آج مغفرت ہو ہی جائے گی، وہ گھنٹوں روتے اور پورے مجمع کو رُلاتے۔ ایک دن میں تین تین اور چار چار عمرے ان کے غیر معمولی تقویٰ و تدین کا مظہر تھا۔ بارہا ایسا دیکھا وہ آبلہ پا ہوتے اور پاؤں سے خون رس رہا ہوتا، مگر وہ روزانہ کے اپنے عمروں کے معمول سے باز نہیں آتے تھے۔

ان کا ایک کمال یہ تھا جو بہت کم دیکھنے میں آیا کہ انہوں نے اپنے کسی کام کی نسبت اپنی طرف نہیں کی، حتیٰ کہ اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے قیام کے بعد اس کا مدیر بھی حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کو بنایا، جب حضرت مفتی صاحب کا وصال ہوا تو شہید مرحوم نے مدینہ منورہ کی عمارت "دار المسرّت" میں حضرت لدھیانوی شہیدؒ سے عرض کیا کہ: حضرت! اب آپ ہی اقرأ کی صدارت و اہتمام قبول فرمالیں، حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے اپنی طبیعت و مزاج کے اعتبار سے جب اس سے انکار کیا، تو شہید موصوف نے عرض کیا کہ: حضرت! ہم اکابر کو اس ادارہ کا صدر اس لئے بنانا چاہتے ہیں کہ ان کی برکات اور دعائیں حاصل رہیں، دوسرے یہ کہ ہم نوجوان ہیں، اگر خدانخواستہ ہمارے سروں پر کوئی بزرگ نہ ہوا تو اس کا اندیشہ ہے کہ ہم راہِ راست سے نہ بھٹک جائیں، اور ہم کسی گناہ میں مبتلا نہ ہوجائیں، اگر آپ نے انکار فرمایا اور ہم کسی غیر شرعی فعل میں مبتلا ہوگئے تو کل قیامت کے دن ہمارے ساتھ آپ بھی مسئول ہوں گے۔ یہ سنتے ہی حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے اقرأ کی صدارت قبول فرمالی اور اس کی تحریر بھی لکھ دی۔

بلاشبہ مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے اوصاف وکمالات اور خصائص کا احاطہ کرنا ہمارے بس میں نہیں، یہ چند غیر مربوط سے احساسات تھے جو ارتجالاً نوکِ قلم پر آگئے، اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرماکر رضا و رضوان سے نوازیں، اور ان کی برکات وحسنات کو جاری وساری رکھے، اور ہمیں ان کے جانے کے بعد کسی آزمائش میں مبتلا نہ کرے، اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

☆☆..........☆☆

پاکستان علماء کا مقتل بن گیا

پریس کانفرنس سے علمائے کرام کا خطاب

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عزیز الرحمن جالندھری' قاری سعید الرحمن' مولانا محمد اکرم طوفانی' مفتی خالد محمود نے مفتی محمد جمیل خان کے بھائی عبدالرزاق خان' برادر نسبتی مفتی عزل حسین کا پڑیا' قاری محمد عثمان' قاری شیر افضل خان' مولانا سعید احمد جلال پوری' مولانا عزیز الرحمن رحمانی' قاری محمد اقبال اور دیگر علماء کے ہمراہ دو بجے دن دفتر ختم نبوت پرانی نمائش پر ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم احتجاجاً مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت کی ایف آئی آر درج نہیں کروا رہے اور ہم نے حکام سے ملاقات نہ کرنے اور ان کی رسمی تعزیت قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی لئے ہم نے وزیر داخلہ اور گورنر سندھ کی درخواست کے باوجود ان سے ملنے سے انکار کردیا ہے۔ اس سلسلے میں پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے افسران نے مفتی محمد جمیل خان کے لواحقین سے ملاقات کی کوشش کی اور ان تک وزیر داخلہ اور گورنر سندھ کی ملاقات کی درخواست پہنچائی جس پر ان افسران پر واضح کردیا گیا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مفتی محمد جمیل خان کے پسماندگان اور تمام علمائے کرام سے حکام سے ملاقات نہ کرنے اور ان کی جانب سے رسمی تعزیت قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکام کی جانب سے حقیقی تعزیت یہ ہے کہ وہ قاتلوں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دیں۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو گزشتہ چند سالوں سے پے در پے سانحات کا شکار ہونا پڑ رہا ہے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے قبل دینی مدارس اور مذہبی جماعتوں سے وابستہ اساتذہ اور علمائے کرام کی شہادت کے واقعات اور اس تسلسل میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ جامعہ بنوریہ کے طلباء اور اب مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت کا واقعہ' یہ تسلسل ظاہر کرتا ہے کہ مستقبل میں اسی نوعیت کے حادثات ہونے کا اندیشہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ظاہر ہے کہ یہ واقعات کسی ایک فرد کا کام نہیں بلکہ ان کے پیچھے ایک منظم گروہ کارفرما ہے جو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے تمام حدود پار کرلیتا ہے اور بے گناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ دہشت گردوں کا یہ کون سا گروہ ہے؟ اس کے مزید کیا منصوبے ہیں؟ صاحبان اقتدار اس کی تحقیق و تفتیش اور واقعات کی تہہ تک پہنچنے سے گریزاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکام کی جانب رسمی تعزیت اور شہداء کے لواحقین و پسماندگان سے ملاقاتیں اور قاتلوں کی گرفتاری کے لئے رسمی وعدہ وعید اس نے ہمیں دل شکستہ کردیا ہے۔ حکام کے رویہ سے دلبرداشتہ ہوکر ہم حکام کی رسمی تعزیت قبول کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں پاتے بلکہ قاتلوں کی گرفتاری کے لئے ان کے رسمی وعدوں اور بیانات نے ہمیں شدید ذہنی اذیت میں مبتلا کردیا ہے۔ ہم کسی پولیٹیکل اسٹنٹ کا حصہ نہیں بننا چاہتے۔ انہوں نے کہا کہ بعض سنگین واقعات کی تحقیق و تفتیش کے طریقہ کار اور عدالتی فیصلوں پر عملدرآمد سے مسلسل پہلوتہی' بے رخی اور بے توجہی' اس سے مجبور ہوکر ہم نے اپنے آپ کو تقدیر الٰہی کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شہداء کے لواحقین کے مشورہ سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ شہداء کے قتل کی ایف آئی آر کے اندراج اور روایتی تفتیش کے طریقہ کار سے علیحدہ رہا جائے۔ انہوں نے کہا کہ حکام اگر مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' مفتی عبدالسمیع' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عنایت اللہ' مولانا عبداللہ اسلام آباد' مفتی نظام الدین شامزی' مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت کے واقعہ کے حوالے سے اظہار ہمدردی اور تعزیت کے خواہاں ہیں تو ان کی حقیقی تعزیت و اظہار ہمدردی یہ ہے کہ وہ موجودہ واقعہ اور سابقہ واقعات کی تہہ تک پہنچیں اور ان واقعات کی منصوبہ بندی

کرنے والے گروہ اور اس منصوبہ بندی پر عملدرآمد کرنے والے قاتلوں کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دیں۔ یہی ان کی تعزیت کے عملی تقاضے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیوں کی غیر اسلامی وغیر قانونی سرگرمیوں کا سدباب مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی زندگی کا مشن تھا' جس کی انہوں نے مرتے دم تک پاسداری کی۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ناموس رسالت کے قانون اور دیگر اسلامی قوانین میں ترمیم کے اعلانات واپس لے کر ان شہداء کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائے اور امتناع قادیانیت سے متعلق قوانین کے نفاذ کو یقینی بنائے۔ یہ بھی حکام کی تعزیت کا ایک عملی تقاضا ہے جسے پورا کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ واضح رہے کہ مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت کے واقعہ کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ درحقیقت یہ انسداد فرقہ واریت کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی سازش ہے۔ بعض سرکاری شخصیات نے یہ بیان دیا ہے کہ اس واقعہ میں القاعدہ ملوث ہے لیکن وہ اس الزام کا ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ البتہ قادیانیوں اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کے اس واقعہ میں ملوث ہونے کے امکانات کو رد نہیں کیا جاسکتا' اس لئے اس پہلو پر بھی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ بے گناہ افراد کو شکنجہ میں نہ جکڑا جائے اور صرف حقیقی مجرموں ہی کو گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے۔ ہم کسی بے گناہ کو اس جرم میں ملوث نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی حقیقی مجرمان کو قانون کی گرفت سے آزاد دیکھنا چاہتے۔ ہمارا حکام سے یہ سوال ہے کہ سرکاری اہلکار جب دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث افراد سے باخبر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ آخر انہیں گرفتار کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا کہ ان واقعات کا سراغ لگا کر مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانا حکومت کا آئینی فریضہ ہے جسے ہم بہرحال اسے یاد دلانا چاہیں گے۔ حکومت کو چاہئے کہ اپنی اس آئینی ذمہ داری کو پورا کرے اور علمائے کرام کو تحفظ فراہم کرے۔

☆☆..........☆☆

حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

کی اخبارات کو جاری کردہ آخری رپورٹ

میانوالی (رپورٹ......محمد جمیل خان) قائد حزب اختلاف اور متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ مولانا خواجہ خان محمد نے مولانا فضل الرحمٰن کی توجہ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ کی طرف دلائی جس میں قادیانیوں کی بے جا حمایت کی گئی ہے اور پاکستان کے حوالے سے حقائق کے برخلاف مواد پیش کیا گیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا قادیانیوں نے اپنے اثر ورسوخ کے بل بوتے پر امریکی اداروں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہوتا ہے اور ان کے خلاف امتیازی قوانین نافذ ہیں حالانکہ پاکستان میں قادیانی اقلیت امن وسکون سے زندگی بسر کر رہی ہے اور اسے آئین کے تحت حاصل شدہ حقوق فراہم کئے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں قادیانیوں کے حوالے سے رائج قوانین کسی بھی طرح امتیازی نہیں بلکہ مکمل طور پر درست اور متوازن ہیں۔ یہ قوانین پارلیمنٹ کے منظور کردہ ہیں اور انہیں مکمل آئینی تحفظ حاصل ہے اس لئے امتناع قادیانیت سے متعلق قوانین کے خلاف امریکی اداروں کی تنقید بلا جواز ہے۔ حکومت پاکستان کو کوشش کرنی چاہئے کہ قادیانیوں کے خلاف امریکا اور دیگر مغربی ممالک کے رہنماؤں کے ذہنوں کو صاف کیا جائے اور انہیں قادیانیوں کے پروپیگنڈے کے اثرات سے باہر نکالنے کی سعی کی جائے۔ ناموس رسالت کے قانون کو اس کی اصل شکل میں برقرار رکھنا وقت کا تقاضا ہے۔ اس ملاقات میں مولانا عزیز احمد' مولانا خلیل احمد' مولانا سید حماد اللہ شاہ' مولانا رشید احمد' صاحبزادہ سعید احمد اور صاحبزادہ نجیب احمد بھی موجود تھے۔

عقیدۂ ختم نبوت کا نگہبان

ابو یوسف

حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہید رحمۃ اللہ علیہ جنہیں کل تک ہم حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی دامت برکاتہم کہتے تھے' اب انہیں ''رحمۃ اللہ علیہ'' لکھنا پڑ رہا ہے۔ حضرت مولانا وہ عظیم شخصیت تھے جنہوں نے تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا۔ وہ انتہائی سادہ مزاج تھے۔ ان کی زندگی حقیقی معنی میں درویشانہ زندگی تھی۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی میں اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لئے کچھ نہ بنوایا۔ ساری زندگی غریب الوطنی میں گزار دی۔ گوکہ آپ شروع ہی سے تحفظ ختم نبوت کے مشن سے لگاؤ رکھتے تھے لیکن حضرت مولانا تاج محمودؒ کے ایما پر آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں باضابطہ شمولیت اختیار کی۔ آپ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ سے بھی متاثر تھے اور آپ کی خطابت میں حضرت دین پوریؒ کی خطابت کا رنگ جھلکتا صاف نظر آتا تھا۔ آپ ایک کامیاب مناظر تھے۔ آپ نے خود بھی بے شمار مناظرے کئے اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ایسے اکابر کی معیت میں بھی بے شمار مناظروں میں حصہ لیا اور ان تمام مناظروں میں کامیابی جماعت کے اور آپ کے حصہ میں آئی۔ قادیانیوں کی ایک بہت بڑی تعداد جو ہزاروں سے متجاوز ہے' آپ کے ہاتھ پر دائرہ اسلام میں داخل ہوئی۔ قادیانی گروہ کے خلاف آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کی تلوار جیسی کاٹ رکھتے تھے۔ لیکن جو قادیانی سچے دل سے قادیانیت کو سمجھنا چاہتا یا قادیانیت سے تائب ہونا چاہتا' آپ اس کے لئے انتہائی نرم ثابت ہوتے۔ بارہا دیکھا گیا کہ آپ نے کسی نہ کسی قادیانی کو پاس بٹھایا ہوا ہے اور اسے قادیانیت کے بارے میں حقائق سے آگاہ کر رہے ہیں' بات سمجھانے کا بے مثال سلیقہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا جس کی وجہ سے جو قادیانی ایک مرتبہ آپ کے پاس آجاتا وہ اسلام قبول کئے بغیر واپس نہ جاتا۔ انتظامی صلاحیت اور قائدانہ اہلیت بھی آپ میں بلا کی تھی۔ کوئٹہ اور کراچی کے جماعتی دفاتر کو آپ نے بے مثال انداز میں سنبھالا تھا۔ آپ اکثر سنایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سابق مرکزی ناظم اعلیٰ کس طرح ہماری تربیت کرتے تھے اور ہمیں جماعت کی سابقہ کارکردگی اور ماضی میں پیش آنے والی مشکلات سے آگاہ کرتے تھے اور ہمارے پوچھنے پر کہ آپ یہ سب ہمیں کیوں سنا رہے ہیں؟ حضرت جالندھریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''اس لئے کہ مستقبل میں آپ ہی لوگوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے''۔ حضرت جالندھریؒ کی اس ذہن سازی نے حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کو جماعت کا پروانہ بنا دیا تھا' وہ صحیح معنی میں جماعت پر فدا تھے۔ جماعت کے خلاف کوئی بات سننا انہیں کسی صورت گوارا نہ تھا۔ وہ اس مشن کو اپنی جان' اپنے مال' آل اولاد' والدین ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ اسی چیز نے انہیں وہ ہر دلعزیزی عطا فرمائی تھی کہ ہر شخص جسے تحفظ ختم نبوت کے مشن سے لگاؤ ہوتا تھا' وہ مولانا تونسویؒ سے شدید محبت کرتا تھا۔ اسی وجہ سے جماعتی زعماء و رفقاء ہی کو نہیں بلکہ عام آدمیوں کو بھی ان کی شہادت پر بچوں کی طرح بلک بلک کر روتے دیکھا گیا۔ یہ چند سطور مولانا تونسویؒ کی خدمات کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اور نہ ان کی خدمات کا مکمل احاطہ کر سکتی ہیں' بس اس بڑھیا کی طرح جو یوسف علیہ السلام کو خریدنے چلی تھی' میں نے بھی اپنے خیالات کی پونجی مولانا تونسویؒ کی جان کے خریدار ازل کی خدمت میں اس امید پر پیش کر دی ہے کہ قیامت کے دن میری نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

☆☆............☆☆

مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت

نماز جنازہ میں رقت آمیز مناظر‘ ہر آنکھ اشکبار تھی

کراچی (نمائندہ خصوصی) جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں جامعہ کے رئیس اور استاذ الاساتذہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے بعد نماز ظہر اپنے تلمیذ رشید حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بنوری ٹاؤن میں حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی نماز جنازہ کے شرکاء سے قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن نے مختصر خطاب کیا جس میں انہوں نے انتظامیہ کو اس واقعہ پر قصوروار ٹھہرایا۔ نماز ظہر کے بعد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کے امام نے رقت آمیز دعا کرائی جس میں دہشت گردوں کو قرار واقعی سزا ملنے‘ پاکستان کی حفاظت اور علمائے کرام اور دینی مدارس کی سلامتی کیلئے دعائیں مانگی گئیں۔ بعد ازاں حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی میت گلشن اقبال لے جائی گئی جہاں جامع مسجد خاتم النبیین گلشن یوسف لدھیانوی پوسٹ آفس سوسائٹی نزد ابوالحسن اصفہانی روڈ پر آہوں اور سسکیوں کے درمیان ان کی تدفین عمل میں آئی۔ انہیں ان کے شیخ و مرشد‘ شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کے سرہانے کی جانب سپرد خاک کیا گیا۔

ان کی نماز جنازہ میں ملک و بیرون ملک سے ممتاز علمائے کرام اور دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین اور مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ حافظ حسین احمد‘ مولانا عبدالغفور حیدری‘ مولانا محمد اسعد تھانوی‘ مولانا عمر صادق ایم پی اے‘ مولانا اسفند یار خان‘ مولانا محمد اکرم طوفانی‘ مولانا سعید احمد جلال پوری‘ قاری محمد عثمان‘ مولانا سیّد حماد اللہ شاہ‘ صاحبزادہ خلیل احمد‘ مولانا امداد اللہ‘ مولانا عبدالمجید فاضل دیوبند‘ صاحبزادہ سعید احمد‘ مولانا خان محمد ربانی‘ مفتی عثمان یار خان‘ مفتی خالد محمود‘ مفتی مزمل حسین کاپڑیا‘

اطہر عظیم

صاحبزادہ طارق محمود‘ مولانا محمد شریف ہزاروی‘ مفتی عتیق الرحمٰن‘ علامہ احمد میاں حمادی‘ مولانا امان اللہ خالدی‘ مولانا احسان اللہ ہزاروی ایم پی اے‘ قاری بلال احمد ربانی‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ قاری اللہ داد‘ مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی‘ مولانا رب نواز‘ قاری محمد یوسف عثمانی‘ مولانا قاری عتیق الرحمٰن‘ قاری محمد ابراہیم‘ قاری کامران احمد‘ حاجی محمد ادریس‘ مولانا محمد نذر عثمانی‘ مفتی عاصم ذکی‘ قاری محمد اقبال‘ مولانا محمد احمد مدنی‘ مولانا شمس الرحمٰن عباسی‘ مفتی خلیق احمد اخون‘ مولانا مشتاق احمد عباسی‘ مولانا قاری شبیر احمد خان‘ قاری یار محمد فاروقی اور دیگر شریک تھے۔

حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کی پہلی نماز جنازہ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب رات گئے لگ بھگ ساڑھے تین بجے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے بنوری ٹاؤن میں پڑھائی۔ بعد ازاں حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کی میت ان کے صاحبزادے کی معیت میں ان کے آبائی گاؤں بستی رستمانی بی قیصرانی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان لے جائی گئی جہاں ان کی نماز جنازہ ان کے برادر اصغر حضرت مولانا شبیر احمد تونسوی کی امامت میں دوبارہ ادا کی گئی اور مسجد عائشہ سے ملحق حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کے قائم کردہ مدرسہ سے متصل ان کی تدفین عمل میں آئی۔ اس نماز جنازہ میں مقامی علمائے کرام مولانا عبدالعزیز لاشاری‘ مولانا ابوبکر تونسوی‘ اور دیگر نے شرکت کی۔

قبل ازیں شہداء کی میتیں دیدار عام کیلئے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں رکھی گئیں جہاں ہزاروں افراد نے شہداء کا دیدار کیا۔ شہداء کے چہروں پر چھایا ہوا سکون و اطمینان بلا مبالغہ ان کی حقانیت کی دلیل دے رہا تھا اور یہ گواہی دے رہا تھا کہ انہوں نے اپنے اعمال حسنہ کا اجر اپنے رب کے پاس پالیا ہے۔

☆☆.........☆☆

حیاتِ جمیلؒ ایک نظر میں

ضبط وترتیب...... اطہر عظیم

سن ولادت:...... ۱۹۵۳ء (بمطابق پاسپورٹ)

جائے پیدائش:...... کراچی۔

والد کا نام:...... حضرت حاجی عبدالسمیع رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ)۔

تعلیم:...... تکمیل حفظ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن' ابتدائی تعلیم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں حاصل کی' درمیان میں ایک سال کے لئے گوجرانوالہ حضرت مولانا مفتی خلیلؒ کے مدرسے جامعہ اشرفیہ میں حصول علم کے لئے تشریف لے گئے بعد ازاں تکمیل درس نظامی (ایم اے عربی' ایم اے اسلامیات) جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے کی۔ تخصص فی الفقہ کا دوسالہ کورس مکمل کرکے مفتی بنے۔

ممتاز اساتذہ:...... حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ حضرت مولانا مفتی خلیلؒ حضرت مولانا بدیع الزمانؒ حضرت مولانا مصباح اللہ شاہؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ کاکاخیلؒ حضرت مولانا محمد سواتی' حضرت مولانا عبدالقیوم چترالی' حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر۔

دورۂ تفسیر:...... حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔

تدریس:...... تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں تدریسی خدمات سرانجام دیں اور اس کے ساتھ انتظامی امور میں بھی حصہ لیا۔

تحریکات میں شرکت:...... ۱۹۷۴ء' ۱۹۸۴ء کی تحریکات ختم نبوت اور اس کے بعد سے تمام تحریکات ختم نبوت میں بھرپور شرکت۔ سواد اعظم کی تحریک میں بھی حصہ لیا۔ سندھ میں قادیانی وزیر کنور ادریس کی بطور وزیر تعیناتی کے خلاف تین ماہ تک زبردست جدوجہد کی۔

اسارت:...... گیارہ سال کی عمر میں بدنام زمانہ فلم ''ڈان آف اسلام'' کے خلاف مسلم بچوں کے ہمراہ احتجاجی جلوس نکالا جس کی پاداش میں انہیں پولیس نے گرفتار کرلیا اور انہیں تھانے کے لاک اپ میں رہنا پڑا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران تحریک میں گرم جوشی سے حصہ لینے کی پاداش میں آپ ۲۰'۲۱ سال کی عمر میں پابند سلاسل ہوئے۔

تبلیغی اسفار:...... امریکا' برطانیہ' جرمنی' فرانس' جنوبی افریقہ سمیت دنیا بھر کے مختلف ممالک کے تبلیغی دورے کئے اور وہاں مختلف مواقع پر لیکچرز دیئے اور دینی اجتماعات' کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس برمنگھم:...... ختم نبوت کانفرنس برمنگھم آپ کے بغیر ادھوری سمجھی جاتی تھی۔ اس کانفرنس کی کامیابی کیلئے آپ نے بے مثال خدمات انجام دیں۔

تصنیف وتالیف:...... عقیدۂ توحید پر ایک کتاب آپ کے نام سے شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ بے شمار کتابوں پر پیش لفظ' مقدمات اور تقاریظ لکھیں۔ بے شمار کتب کی تدوین واشاعت میں حصہ لیا۔

اقرأ روضۃ الاطفال کے بانی:...... آپ نے اقرأ ایجوکیشنل سسٹم کی بنیاد رکھی۔ اقرأ روضۃ الاطفال کے آپ بانی اور نائب مدیر تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی اقرأ مدارس کے ذریعہ قرآن کریم کی تعلیم کے فروغ میں خرچ کی۔

صحافت سے وابستگی:...... ۱۹۷۸-۷۹ء سے روزنامہ جنگ کراچی کے ہفتہ وار شائع ہونے والے اسلامی صفحہ اقرأ میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے معاون خصوصی کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے بعد اس صفحے کے انچارج آپ تھے۔ گزشتہ

دس سال سے آپ انگریزی روزنامہ دی نیوز کے اسلامی صفحہ کے انچارج تھے۔ ماہنامہ اقرأ ڈائجسٹ کے پبلشر تھے۔ ہفت روزہ لولاک ملتان کے مدیر تھے۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کی مجلس ادارت کے رکن تھے۔ اس کے علاوہ دیگر بے شمار رسائل و جرائد کی مجلس ادارت و مشاورت کے بھی رکن رکین تھے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک مختلف اسلامی کانفرنسوں' سیمیناروں اور پروگراموں کی رپورٹنگ کرتے تھے۔ صحیح معنی میں اخبارات کے ذریعہ اسلامی صحافت کے معمار تھے۔

جہاد سے وابستگی:...... افغانستان پر روسی حملے کے خلاف ہونے والے جہاد میں شرکت کی' مجاہدین کی سرپرستی کی' طالبان حکومت کی اعانت و سرپرستی کی' افغانستان پر حملے کے خلاف دینی قوتوں کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا' دنیا بھر میں جہاد کے حوالے بین الاقوامی خدمات انجام دیں۔ جہاد کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کیا۔ اخبارات و جرائد میں جہاد کی ضرورت و اہمیت اور موجودہ دور میں جہاد کے تقاضوں پر مضامین لکھے۔

دینی جماعتوں سے وابستگی:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن تھے' حضرت مولانا فضل الرحمٰن کی زیر امارت کام کرنے والی جمعیت علمائے اسلام کے سابق مرکزی سیکریٹری اطلاعات تھے۔ مفتی محمودؒ اکیڈمی کے ذمہ دار تھے۔ علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے اتحاد کیلئے آپ نے ناقابل فراموش جدوجہد کی۔

حج وعمرہ کے حوالے سے خدمات:...... حج وعمرے سے آپ کو خصوصی شغف تھا۔ اسی وجہ سے عازمین حج وعمرہ کی سہولت اور انہیں خدمات کی فراہمی کی خاطر ختم نبوت حج گروپ کی بنیاد رکھی جس کی خدمات سے ہزاروں افراد نے فائدہ اٹھایا۔

فرقہ واریت سے نفرت:...... فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ فسادات سے سخت دلبرداشتہ تھے۔ وہ اسے اسلام اور ملک کے لئے سنگین خطرہ سمجھتے تھے۔ وہ اتحاد بین المسلمین کے قائل تھے۔ دور حاضر کی فرقہ وارانہ تنظیموں کے وجود سے نالاں تھے اور ان کے طرز عمل کو اسلام کے لئے سخت مضر سمجھتے تھے۔

پسماندگان:...... بیوہ کے علاوہ چار صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں شامل ہیں۔ سوائے ایک صغیر سن صاحبزادے کے باقی تمام اولاد حافظ قرآن اور عالم دین ہے۔ دیگر پسماندگان میں ان کی والدہ ماجدہ' چھ بھائی اور بہنیں شامل ہیں۔

تصوف و روحانیت:...... مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے سب سے پہلے پیر و مرشد حضرت اقدس حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا فقیر محمد پشاوریؒ ہیں جن سے آپ کو خلافت و اجازت بھی حاصل ہوئی۔ حضرت پشاوریؒ کی وفات کے بعد آپ نے دوسری بیعت حضرت پشاوریؒ اور حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد اشرفؒ سے کی۔ ان کی وفات کے بعد تیسری بیعت شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے کی جنہوں نے آپ کو بیعت کرنے کے فوراً بعد خلافت و اجازت سے نوازا۔ حضرت لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد آپ نے قطب الاقطاب' خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ سے بیعت کی تجدید کی۔ اس کے علاوہ آپ کو محدث اعظم' شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل مدنی دامت برکاتہم (خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ۔ حال مقیم امریکا) سے بھی خلافت و اجازت حاصل ہے۔ مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ نے اصلاح و ارشاد کے سلسلے کو آگے بڑھانے کیلئے سلوک متعارفہ کو نہیں اپنایا بلکہ بیعت و اذکار کے ذریعہ لوگوں کی تربیت کرنے کی بجائے عوام الناس کی بطریق صحبت اصلاح کی۔ اسی لئے آپ نے ایک آدھ آدمی کے سوا کسی کو بیعت نہیں کیا۔

سن شہادت:...... ۹/اکتوبر ۲۰۰۴ء۔

نماز جنازہ:...... جامع مسجد بنوری ٹاؤن کی جنازہ گاہ میں بعد نماز ظہر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم اور آپ کے استاد محترم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ العالی کی امامت میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

تدفین:...... جامع مسجد خاتم النبیین' پوسٹ آفس سوسائٹی' نزد ابوالحسن اصفہانی روڈ میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ان کے ڈرائیور اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کی قبور سے متصل تدفین ہوئی۔

نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت:...... مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا فضل الرحمٰن' حافظ حسین احمد' مولانا عبدالغفور حیدری' مولانا محمد اکرم طوفانی' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا اسفندیار خان' مولانا محمد اسعد تھانوی سمیت پاکستان بھر کے تمام چھوٹے بڑے شہروں سے متقدر علمائے کرام و مشائخ عظام نے شرکت کی۔

☆☆.........☆☆

حیات نذیرؒ پر ایک نظر

ضبط وترتیب......اطہر عظیم

سن ولادت:...... ۱۹۵۷ء (بمطابق شناختی کارڈ)

جائے پیدائش:...... تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان' پنجاب۔

والد کا نام:...... اللہ بخش تونسوی مرحوم۔

تعلیم:...... تکمیل حفظ کے بعد حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے مدرسے دارالعلوم فیصل آباد سے درس نظامی کی تکمیل کی۔

ممتاز اساتذہ:...... حضرت مولانا محمد ظریفؒ۔

تحریکات میں شرکت:......۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت اور اس کے بعد سے تمام تحریکات ختم نبوت میں بھرپور شرکت۔ سندھ میں قادیانی وزیر کنور ادریس کی بطور وزیر تعیناتی کے خلاف تین ماہ تک زبردست جدوجہد کی۔

اسارت:...... ڈیرہ غازی خان میں قادیانی مردے کی مسجد میں تدفین کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے گرفتاری اور لاک اپ میں زیر حراست رکھا گیا۔

تبلیغی اسفار:...... برطانیہ میں انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس اور دیگر پروگراموں میں شرکت کے علاوہ پاکستان کے مختلف علاقوں کے تبلیغی دورے کئے اور مختلف مواقع پر لیکچرز دیے اور دینی اجتماعات' کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت کی۔

تصنیف و تالیف:...... مختلف موضوعات پر بے شمار مضامین' کتابوں کے پیش لفظ' مقدمات اور تقاریظ لکھیں۔ مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی معاونت کرتے ہوئے بعض کتب کی تدوین میں بھی حصہ لیا۔

صحافت سے وابستگی:...... لگ بھگ آٹھ سال سے ہفت روزہ ختم نبوت کی مجلس ادارت کے رکن تھے۔

دینی جماعتوں سے وابستگی:...... ۱۹۷۸ء کے لگ بھگ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں شمولیت اختیار کی اور جلد ہی جماعتی مبلغین میں اپنی خطابت اور فہم کی بدولت اہم مقام حاصل کرلیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر بھی تھے۔

دعوت اسلام:...... کئی ہزار قادیانیوں نے قادیانیت سے توبہ کرکے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ آپ ایک کامیاب مناظر تھے۔

فرقہ واریت سے نفرت:...... فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ فسادات سے سخت نالاں تھے اور اسے ملک وملت کے لئے سنگین خطرہ خیال کرتے تھے۔ اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ فرقہ وارانہ تنظیموں کے طرز عمل کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سخت مضر سمجھتے تھے۔

پسماندگان:...... بیوہ کے علاوہ چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں شامل ہیں۔ صاحبزادوں کے نام مولانا ابوبکر' حافظ فاروق احمد' حافظ عطاء اللہ اور حافظ ثناء اللہ ہیں۔ دیگر پسماندگان میں تین بھائی اور بہنیں شامل ہیں۔

تصوف وروحانیت:...... آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ' شیخ المشائخ' قطب الاقطاب' خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں سے بیعت تھے۔ ان

کے علاوہ تصوف و سلوک کے حوالے سے شہید اسلام حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے بھی بے پناہ عقیدت تھی۔

سن شہادت:......۹/اکتوبر ۲۰۰۴ء۔

نماز جنازہ:...... پہلی نماز جنازہ بنوری ٹاؤن میں بوقت تہجد حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کی امامت میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں آپ کی میت آپ کے آبائی گاؤں لے جائی گئی جہاں آپ کی نماز جنازہ آپ کے برادر اصغر مولانا شبیر احمد تونسوی نے پڑھائی۔

تدفین:...... آپ کے آبائی گاؤں بستی رستمانی بمبی قیصرانی تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان پنجاب میں واقع جامع مسجد عائشہ اور آپ کے تعمیر کردہ مدرسے کے پاس آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت:...... حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور دیگر مقتدر علمائے کرام و مشائخ عظام نے کراچی اور تونسہ شریف میں آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

☆☆..........☆☆

اعتذار

شمارہ ۲۰ میں ایک مضمون میں غلطی سے ابو منصور عجمیؒ کے الفاظ شائع ہو گئے۔ ادارہ اس فروگزاشت پر دلی معذرت خواہ ہے۔ قارئین کے توجہ دلانے کا شکریہ۔

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

کا آخری اخباری بیان

ملتان اور سیالکوٹ جیسے واقعات ملک دشمنوں کی سازش ہیں

ایسے واقعات کا سد باب وقت کا تقاضا ہے

فرقہ واریت کا عفریت ملکی سالمیت کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے

دہشت گردی کے واقعات میں معصوم جانوں کی ہلاکت انتہائی قابل افسوس ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں کا اظہار خیال

کراچی (پ ر) ملتان اور سیالکوٹ جیسے واقعات ملک دشمنوں کی سازش ہیں۔ ایسے واقعات کا سد باب وقت کا تقاضا ہے۔ فرقہ واریت کا عفریت ملکی سالمیت کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ دہشت گردی کے واقعات میں معصوم جانوں کی ہلاکت انتہائی قابل افسوس ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا خواجہ خان محمد، سید نفیس شاہ الحسینی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، محمد انور اور دیگر نے ملک میں جاری دہشت گردی کی وارداتوں کے نتیجہ میں انسانی جانوں کے اتلاف پر اظہار خیال کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے ملک میں فرقہ واریت کے بڑھتے ہوئے واقعات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ فرقہ واریت امت مسلمہ کے لئے زہر قاتل ہے۔ ملک میں امن و بھائی چارے کے فروغ اور امن و آشتی پر مشتمل تعلیمات کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔ معاشرے کے تمام طبقات، مسالک اور مکاتب فکر تحمل و بردباری سے کام لے کر فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ اسلام دشمن قوتیں ملکی سالمیت کو پارہ پارہ کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ اسلام پسند عناصر کو چاہئے کہ وہ ملک کے وسیع تر مفاد میں اپنے اختلافات کو بھلا کر اسلام اور ملک دشمن قوتوں کے خلاف متحد ہو جائیں۔

حضرت بنوریؒ اور جامعہ علوم اسلامیہ

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی وہ آخری تحریر جو انہوں نے اپنے شیخ حضرت بنوری اور ان کے قائم کردہ مدرسہ کے بارے میں لکھی

محدث العصر، عاشق رسول' علوم انور شاہ کے امین، حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادہ کے چشم و چراغ، حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی خدمت دین سے عبارت تھی اور اس کا ایک ایک لمحہ اشاعت دین کے لیے وقف تھا۔ آپ کی زندگی علمی اور دینی کارناموں سے بھری ہوئی تھی جس کا اعتراف ایک عالم کرتا رہا اور مستقبل میں بھی کرتا رہے گا لیکن ان تمام کارناموں میں نمایاں اور امتیازی کارنامہ کراچی جیسے ترقی یافتہ اور ماڈرن علاقہ میں جس کی کوئی دینی امتیازی حالت نہیں تھی' جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا قیام ہے جس نے نہ صرف کراچی جیسے علمی اعتبار سے بنجر علاقہ میں دینی و علمی سیرابی کا فریضہ انجام دیا اور شہر کراچی کو علمی اعتبار سے زرخیز بنایا بلکہ دنیا بھر کے مسلم اور غیر مسلم ممالک سے ہزاروں طلباء کو ایسی علمی سیرابی عطا کی کہ آج ان ظلمت کدوں میں علم کی سیرابی کا نور چمک رہا ہے اور علوم قرآن وحدیث ابر رحمت کی طرح مسلمانوں کو سیراب کر رہے ہیں اور یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن دارالعلوم دیوبند' مظاہر العلوم سہارنپور جیسے ادارے یہ دینی خدمات انجام نہ دیتے تو موجودہ صورت حال میں پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ایک ارب چالیس کروڑ مسلمانوں کے نمائندے علم دین کی دولت کے حصول سے محروم رہتے اور اس وقت دنیا میں جو علوم قرآن وحدیث کے نغمے پھوٹ رہے ہیں اور ہر طرف علم کی چہل پہل ہے وہ نظر نہ آتی اور میں یہ کہتا ہوں کہ غیر مسلم ممالک میں علوم قرآن وحدیث کو پھیلانے میں سب سے اہم کردار جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن اور اس کے بانی محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ اور آپ کے جانشین امام اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے ادا کیا ہے اور غالباً جامعہ کا یہی وہ سب سے بڑا اعزاز ہے جس کی وجہ سے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن تمام کفریہ طاقتوں کی نظروں میں کھٹک رہا ہے اور لادینی قوتوں کے مذموم پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ہے۔ توکل خداوندی اور للّٰہیت کی بنیاد پر قائم یہ ادارہ تمام تر طوفانی تھپیڑوں کے باوجود خدائی مہربانی اور توکل کی قوت کے بدولت ہر طوفان کو نہ صرف سہہ رہا ہے بلکہ دفاع اسلام کا فریضہ ادا کرتے ہوئے امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کا حق بھی ادا کر رہا ہے اور ہر دور میں ایک ایسی شخصیت اس جامعہ میں امتیازی حیثیت کے ساتھ قبولیت عنداللہ کا مشاہدہ کراتی نظر آتی ہے' اور کیوں نہ ہو' جس طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی بنائی ہوئی جماعت' اپنے امیر کی روحانی قوت کے بل بوتے پر ہر طوفان اور باد مخالف کے باوجود جہد مسلسل کی تصویر نظر آتی ہے' اسی طرح جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن بھی مخلص اساتذہ اور جانشین بنوری کے اخلاص کی بنا پر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو کر حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا مفتی احمد الرحمٰن، مولانا لطف اللہ پشاوری، حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، مولانا محمد ادریس میرٹھی، مولانا سید مصباح اللہ شاہ، مولانا بدیع الزمان، مولانا محمد اسحاق سندیلوی، مولانا فضل محمد سواتی، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید، مولانا عبداللہ کاکاخیل، مولانا مفتی نظام الدین شامزیؒ' قاری عبدالغفار، مولانا محمد بنوری، مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا عبدالسمیع شہید، مفتی ولی درویش، مولانا عبدالقیوم چترالی، مولانا محمد سواتی' حاجی عبدالمجید سولیجہ، حاجی یعقوب کالیہ، حاجی وجیہ الدین، حافظ فریدالدین الوجیہہ، سید خلیل، سید

جمیل، محمد سلیم صدیقی لکھنوی وغیرہ کے مشن کو تابندہ اور ان خدمات کو حیات جاودانی عطا کرنے کے مترادف نظر آتا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے قیام کے کچھ عرصہ بعد بعض احباب کو گمان ہوا کہ اب دارالعلوم دیوبند کی ترقی رکتی نظر آتی ہے اور اس کے زوال کے امکانات پیدا ہورہے ہیں' تو شیخ الہند مولانا محمود الحسن اور دیگر اکابر نے فرمایا کہ یہ وقتی حالات ہیں جن اکابر نے اس کی بنیاد رکھی ہے ختم ہونے کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا کے دینی مرکز کی حیثیت سے رکھی ہے' اس کے زوال کا کوئی اندیشہ نہیں' اخلاص پر قائم یہ ادارہ ترقی کی طرف ہی گامزن رہے گا۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن بھی اسی اخلاص کی بنیاد پر قائم ہوا' اس لئے ترقی کی طرف گامزن رہے گا۔

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کو قائم کرنے کے لئے مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں' اس کا تصور آج کے دور میں کرنا بھی مشکل نظر آتا ہے۔ جس وقت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں اس ادارہ کے قیام کی خواہش پیدا ہوتی ہے اس وقت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دو بزرگ ترین اساتذہ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند حدیث و مسند تفسیر اور صدر المدرسین کے منصب پر فائز ہوکر بخاری شریف' ترمذی شریف' مسلم شریف کے درس کے ساتھ اساتذہ کی قیادت وسیادت بھی فرمارہے تھے' دنیا بھر کے تشنگان علوم نبویہ کی نگاہیں بھی آپ کی طرف تھیں اور اہل علم میں آپ کا بہت بڑا مرتبہ ومقام تھا' مصر جیسے ملک کے سب سے بڑے علمی مرکز جامعہ ازہر کے بڑے بڑے علمائے کرام علامہ شیخ زاہد الکوثری، علامہ طنطاوی جیسے اہل علم وفن آپ کی علمی وتحقیقی خدمات کے معترف وقدر دان اور آپ کو جامعہ ازہر کی زینت بنانے اور گلدستہ ازہر میں پرونے کے لیے بے چین تھے۔

ادھر ایشیا کے سب سے بڑے علمی اور روحانی مرکز اور عالم اسلام کے مستند علمی ادارے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الامت قاری محمد طیب صاحب، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی جیسے اساتذہ کرام اور اراکین مجلس شوری آپ کو دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث پیش کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔ ادھر دنیا بھر کی مختلف یونیورسٹیاں بڑی بڑی تنخواہوں اور پر کشش سہولتوں کے ذریعہ اپنی طرف راغب کر رہی ہیں۔

مقبولیت اور شہرت کے اس تناظر میں آپ رضائے خداوندی اور طالبان علوم نبویہ کے فائدہ کے لئے ان تمام بڑے مناصب سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور ایک ایسا ادارہ بنانے کا فیصلہ کرتے ہیں جو کہ موجودہ دور کے جدید تقاضوں کی روشنی میں علمی اور تربیت دونوں اعتبار سے مفید ہو لیکن بقول مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اس ادارے کے لئے اونچے درجہ کا اخلاص، بلند ہمت، جہد مسلسل' صبر واستقامت' رفقاء کے لئے روحانی اور مادی تعاون کی احتیاج ایسے مسائل تھے جو مجھے میسر نہیں تھے اور ان کے بغیر کسی نئے ادارے کا قیام اور آغاز خوابوں کی دنیا بسانے اور ٹھنڈے لوہے پر چوٹ مارنے کے مترادف تھا۔

ان چیزوں کے حصول کے لئے حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے بیت اللہ کے سفر کا ارادہ کیا تاکہ استخاروں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی امداد اور روضہ اقدسؐ پر حاضری کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات اور ایسے کام کی رہنمائی جو آپ کو محبوب اور مولانا بنوری کے مناسب حال ہو' حاصل کریں۔

۴/ ذی ۱۳۷۳ھ بروز جمعہ کو براستہ بصرہ' جدہ ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچے اور قبولیت دعا کے خصوصی مقامات اور اوقات میں بیس دن تک خوب دعائیں مانگیں اور بعدازاں تئیس دن روضہ اقدسؐ پر مسلسل دعاؤں اور استخاروں کا سلسلہ جاری رکھا اور آخر کار پاکستان کے لئے روانہ ہوئے تو نہ صرف ادارہ کے قیام کا پختہ عزم ہو چکا تھا بلکہ ساتھیوں کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈال دیا تھا۔

کراچی میں احباب سے اس کا تذکرہ ہوا تو سیٹھی یوسف نامی ایک دوست جو کہ قرآنی مکاتب اور مدارس قائم کرنے میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے بلکہ جنون کی حد تک کوشش کرتے تھے' ان کو حضرت مولانا بنوریؒ کے ارادے کا علم ہوا تو پچاس ہزار روپے لے کر حاضر ہوئے کہ آپ کی اور حضرت مولانا عبدالرحمن کاملپوریؒ کی پانچ سال کی تنخواہ ہے۔ حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ میں اپنے مدرسہ کی بنیاد کسی فرد کی امداد پر نہیں رکھنا چاہتا بلکہ توکل خدا پر رکھنا چاہتا ہوں۔ بہت اصرار کے بعد مایوس ہوکر اٹھتے

ہوئے ان صاحب نے اپنے رفیق سے کہا کہ مولوی سنتا نہیں ہے۔

بعض دیگر احباب سے مشاورت میں مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ادارے کا تذکرہ کیا تو انہوں نے جب ریورروڈ میں قائم مدرسہ میں ادارہ قائم کرنے کو کہا۔ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مشورہ کے بعد جواب دوں گا لیکن انہوں نے بلا اجازت مدرسہ کا اشتہار چھپوادیا۔ اشتہار دیکھ کر بعض علماء پہنچ گئے۔ مجبوراً مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو کام شروع کرنا پڑا۔ مولانا لطف اللہ پشاوری، حضرت مولانا عبدالرحمن کاملپوری، مولانا محمد یوسف مردانی کے ہمراہ آپ نے تدریس کا آغاز کیا۔ دس طلباء نے اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ لیا۔

یہ سال مولانا بنوری کی زندگی کا سب سے کٹھن اور مجاہدات سے پُر سال تھا' کراچی سے باہر رہنے کی وجہ سے سہولتوں کا فقدان' پانی کڑوا' پینے کے لیے کراچی سے پانی لانا پڑتا۔ سبزی سر پر اٹھا کر مولانا بنوری طلبہ کے لئے خود لاتے' آپ کا گھر ٹنڈوالہ یار میں تھا۔ اہل وعیال کی خبر گیری کے لیے بھی جانا پڑتا تھا۔ ادھر مدرسہ کی انتظامیہ تعاون کے بجائے طلباء کے کھانوں پر ہاتھ صاف کر دیتی۔ مدرسہ کی اشیاء اپنے استعمال میں لے آتے۔ جسمانی، ذہنی اور روحانی کرب کے ساتھ صبر واستقامت کی تصویر بنے ہوئے مولانا بنوری اور آپ کے رفقاء کو طلباء کی تعلیم کا بھی خیال رکھنا پڑتا۔

اس دوران عید کا زمانہ آگیا۔ مولانا بنوری ٹنڈوالہ یار تشریف لے گئے۔ مولانا لطف اللہ پشاوری طلباء کو لے کر عید کی نماز پڑھنے کراچی آئے۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی کے مزار پر عید کی نماز کے بعد فاتحہ پڑھنے کے لیے گئے۔ فاتحہ کے بعد واپس جاتے ہوئے جامع مسجد نیوٹاؤن کے پاس سے گزرے تو کچھ دیر آرام کرنے کے لیے رک گئے، وضو وغیرہ کر کے نماز ادا کی تو مولانا لطف اللہ صاحب نے طلباء سے کہا کہ آؤ مل کر دعا کریں' اللہ تعالیٰ ہمیں تکلیف اور مصیبت سے نجات دے اور اس جگہ کو ہمارے لیے تعلیمی راحت کی جگہ بنادے۔ یہ دعا کر کے واپس جب ریورروڈ پہنچ گئے۔

عید کے بعد مولانا بنوری تشریف لائے تو مولانا لطف اللہ صاحب نے نیوٹاؤن کی جگہ اور اپنی اور طلباء کی دعا کا تذکرہ کیا۔ مولانا بنوری نے نیوٹاؤن مسجد کے منتظمین حاجی وجیہہ الدین دہلوی' حاجی عبدالمجید سولیجہ، حافظ فریدالدین الوجیہ، سید خلیل، سید جمیل، حاجی محمد یعقوب اور محمد سلیم صدیقی لکھنوی وغیرہ سے پوچھا کہ وہ مسجد کے ساتھ قطعہ اراضی پر کیا منصوبہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ابھی تو ہم مسجد تعمیر کر رہے ہیں' اس کے بعد اگر ممکن ہوا تو حفظ کا مدرسہ اور ایک لائبریری قائم کریں گے۔ مولانا بنوری نے پیشکش کی کہ یہ جگہ میرے حوالے کردیں' میں کسی قسم کی معاونت کا خواہاں نہیں ہوں گا' صرف اس قطعہ اراضی پر مدرسہ بنانے کی اجازت دے دیں۔ کمیٹی کے افراد نے یہ جگہ مولانا بنوری کے حوالے کردی۔

مولانا بنوری فوری طور پر مدرسہ جب ریورروڈ سے جامع مسجد نیوٹاؤن منتقل ہو گئے۔ نہ کوئی کمرہ تھا اور نہ کوئی پڑھانے کی جگہ۔ ایک صندوق میں کتابیں محفوظ کر لی جاتیں، قضائے حاجت کے لئے ادھر ادھر چلے جاتے، مولانا بنوری اور اساتذہ حاجی یعقوب کالیہ کے گھر میں رہتے۔ ایک سال بہت ہی تکلیف دہ گزرا۔ مولانا بنوری کو گھر والوں کی دیکھ بھال اور ضروریات زندگی پہنچانے کے لیے کئی من کا بوجھ اٹھا کر ٹنڈوالہ یار بھی جانا پڑتا' طلباء کے لیے سبزی وغیرہ خرید کر خود سر پر اٹھا کر مدرسہ تک لاتے۔

اساتذہ کو تنخواہ دینے کے لئے رقم نہیں تھی۔ ہوٹل کا کھانا کھا کر اساتذہ بیمار پڑ گئے۔ مولانا لطف اللہ پشاوری نے درخواست کی کہ آمدنی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ گھر والوں کے اخراجات کے لئے گندم وغیرہ سال بھر کی جمع کرتے ہیں، کٹائی کا موسم ہے' اجازت دیں کہ گندم وغیرہ فروخت کر کے گھر والوں کو اخراجات دے کر آؤں۔ مولانا بنوری نے فرمایا کہ مجھے تنہا چھوڑ کر مت جاؤ' میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اساتذہ کی تنخواہوں کی رقم آئی ہے۔ مولانا لطف اللہ پشاوری نے (بے تکلف دوست ہونے کی وجہ سے) مذاق کے طور پر کہا: بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔ دوسرے دن مولانا بنوری سبق پڑھانے تشریف لے گئے تو ایک مخلص دوست نے اساتذہ کی تنخواہ کے لئے کچھ رقم دی۔ مولانا بنوری نے مولانا لطف اللہ کو پیش کر کے کہا: چھیچھڑے آگئے۔

بہرحال ایک دو سال کی مشقت کے بعد مدرسہ ترقی کی جانب گامزن ہونا شروع ہوگیا اور علمی اعتبار اس کی شہرت چاردانگ عالم پھیلنے لگی۔ دس طلباء سے شروع ہونے والا یہ ادارہ

تیسرے سال ایک سو سے زائد طلباء کے ساتھ حفظ قرآن کریم اور درس نظامی کی مکمل تعلیم کے ساتھ ڈاکٹریٹ کی تعلیم کے لئے طلباء کو تیار کرنے لگا۔ مولانا بنوریؒ نے اس کا تعارف مصر، سعودی عرب کے علاوہ افریقی ممالک میں اس انداز میں کرایا کہ چند سال بعد ہی ان ممالک کے طلباء بھی بنوری ٹاؤن آنے لگے۔ مولانا بنوریؒ کے زمانہ میں ۳۵ ممالک کے طلباء اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جدید تعلیمی طریقہ کار، جدید مسائل پر مرتب کتب اور عربی زبان میں مہارت کے ساتھ خصوصی تربیت کا اس جامعہ میں مولانا بنوری نے خصوصی طور پر اہتمام کیا تھا جس کی وجہ سے بنوری ٹاؤن میں پڑھنے والے طلباء ہر جگہ ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان قائم ہوا تو مولانا بنوریؒ، مولانا خیر محمد جالندھری، مفکر اسلام مولانا مفتی محمود، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا عبدالحق حقانی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد ادریس میرٹھی اس کے بانی ارکان میں شامل ہوئے اور جامعہ کے طلباء ابتداء سے لے کر اب تک امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔ مولانا بنوریؒ کے آخری دور میں جامعہ کی شہرت علمی اعتبار سے بہت زیادہ ہوگئی تھی اور جس وقت مولانا بنوریؒ دنیا سے رخصت ہوئے تو جامعہ شہرت کے نصف النہار پر تھا۔ پاکستان کے ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے تعلیمی اداروں پر اس کو برتری حاصل تھی۔

مولانا بنوریؒ کے بعد امام اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمٰن نے اپنے شیخ کے جامعہ کو ترقیات کی طرف لے گئے اور اس کے ساتھ جامعہ کی دیگر شاخیں قائم کرنا شروع کیں اور تھوڑی مدت میں ۱۵ شاخوں میں کئی ہزار طلباء تعلیم حاصل کرنے لگے۔ مفتی احمد الرحمٰن کی رحلت کے بعد ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید نے مولانا بنوری کا مشن جاری رکھا اور اب ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کے اہتمام میں یہ جامعہ ترقیات کی طرف گامزن ہے۔ ابتدائے مدرسہ سے لے کر اب تک فاضل ہونے اور دستار فضیلت حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد یہ ہے: ۱۳۷۴ھ: ۱۷،
۱۳۷۵ھ: ۱۲، ۱۳۷۶ھ: ۱۶، ۱۳۷۷ھ: ۲۰،
۱۳۷۸ھ: ۱۰، ۱۳۷۹ھ: ۲۰، ۱۳۸۰ھ: ۲۸،
۱۳۸۱ھ: ۱۵، ۱۳۸۲ھ: ۱۸، ۱۳۸۳ھ: ۳۳،
۱۳۸۴ھ: ۱۹، ۱۳۸۵ھ: ۱۹، ۱۳۸۶ھ: ۲۶،
۱۳۸۷ھ: ۲۷، ۱۳۸۸ھ: ۳۶، ۱۳۸۹ھ: ۳۱،
۱۳۹۰ھ: ۳۳، ۱۳۹۱ھ: ۲۰، ۱۳۹۲ھ: ۱۸،
۱۳۹۳ھ: ۲۶، ۱۳۹۴ھ: ۳۹، ۱۳۹۵ھ: ۴۴،
۱۳۹۶ھ: ۲۸، ۱۳۹۷ھ: ۳۶، ۱۳۹۸ھ: ۴۵،
۱۳۹۹ھ: ۵۱، ۱۴۰۰ھ: ۴۳، ۱۴۰۱ھ: ۶۴،
۱۴۰۲ھ: ۹۱، ۱۴۰۳ھ: ۸۱، ۱۴۰۴ھ: ۸۱،
۱۴۰۵ھ: ۱۰۰، ۱۴۰۶ھ: ۹۲، ۱۴۰۷ھ: ۱۲۴،
۱۴۰۸ھ: ۱۱۴، ۱۴۰۹ھ: ۱۵۳، ۱۴۱۰ھ: ۱۴۰،
۱۴۱۱ھ: ۱۵۸، ۱۴۱۲ھ: ۱۳۸، ۱۴۱۳ھ: ۱۵۸،
۱۴۱۴ھ: ۱۹۹، ۱۴۱۵ھ: ۲۱۹، ۱۴۱۶ھ: ۱۴۶،
۱۴۱۷ھ: ۲۲۹، ۱۴۱۸ھ: ۲۴۰، ۱۴۱۹ھ: ۲۶۵،
۱۴۲۰ھ: ۲۴۸، ۱۴۲۱ھ: ۳۴۳، ۱۴۲۲ھ:
۳۰۸، ۱۴۲۳ھ: ۳۱۸، ۱۴۲۴ھ: ۳۳۹،
۱۴۲۵ھ: ۳۱۵۔

قیام جامعہ سے لے کر اب تک ہزاروں طلباء تکمیل حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کر چکے ہیں جبکہ سینکڑوں طلباء تخصصات سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے مفتی، مفسر، محدث، مبلغ، مناظر اسلام کی حیثیت سے نہ صرف پاکستان بلکہ پورے پاکستان میں گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں اور ہزاروں فاضل ہونے والے طلباء مختلف مدارس میں تدریس کے میدان میں امتیازی حیثیت کے ساتھ طلباء کو علوم نبویہ سے سیراب کرتے ہیں۔ تبلیغی میدان میں دیکھا جائے تو اس جامعہ کے فضلاء کی سب سے بڑی تعداد پوری دنیا میں تبلیغ کا فریضہ انجام دیتی نظر آتی ہے۔ قیام مدارس کے اعتبار سے اگر دنیا بھر میں جائزہ لیا جائے تو پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، سری لنکا، انڈونیشیا، جرمنی، بلجیم، ہالینڈ اور دیگر ممالک میں فضلائے بنوری ٹاؤن نے جامعہ سے بڑے بڑے تعلیمی ادارے قائم کرکے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا مفتی احمد الرحمٰن، مفتی ولی حسن ٹونکی، اور دیگر اساتذۂ کرام کا نام روشن کیا ہوا ہے اور اپنے والدین اور اساتذہ کے لئے صدقہ جاریہ کا انتظام کیا ہے۔

مولانا بنوری نے جامعہ کو صرف تعلیمی مقاصد کے لئے قائم نہیں کیا تھا بلکہ آپ کے ذہن میں حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی، فقیہ ملت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی، محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی کے مشن کے احیاء کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اس لئے تعلیمی ضروریات کی تکمیل کے ساتھ آپ

نے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کو دین اسلام کے مرکز کی حیثیت سے نہ صرف متعارف کرایا بلکہ اس سلسلہ میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

مولانا بنوری اور آپ کے رفقاء کرام جامعہ کے پلیٹ فارم سے ہر باطل فتنہ کی سرکوبی کے لئے صف اوّل کے سپاہی کی حیثیت سے میدان عمل میں اترتے اور اس سلسلہ میں جامعہ کو خطرات میں ڈالنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے جب قیام پاکستان کے بعد حکومت کے غیر اسلامی اقدامات کو چیلنج کیا اور دستور کو اسلامی بنانے کے لئے قرارداد مقاصد کے لئے جدوجہد کا آغاز کیا تو مولانا بنوری اپنے ہم عصر علماء کے ساتھ آپ کے شانہ بشانہ تھے اور قرارداد مقاصد پر آپ نے بھی دستخط کئے۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا تو مولانا سید محمد یوسف بنوری اور آپ کے رفقاء اس کے اہم ترین رکن بنے۔ اسکندر مرزا کے غیر شرعی اقدامات کے خلاف آپ نے آواز بلند کی۔ باطل قوتوں کی لادینی سرگرمیوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بندھ باندھنے کے لئے ماہنامہ ''بینات'' آپ نے کا اجراء کیا۔ ہر ماہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ حکمرانوں کے غیر اسلامی اقدامات کو چیلنج کرتے اور ببانگ دہل ان کو اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے۔ صدر ایوب خان مارشل لاء کے ساتھ حکمرانی کے تخت پر بیٹھے تو لادین عناصر کا ایک ٹولہ علماء سو کی شکل میں ان کے اردگرد خوشامدیوں کے طرح جمع ہوگیا اور اسلام کے نام پر اسلام کو مسخ کرنے کا عمل شروع کیا تو مولانا بنوری' مولانا مفتی محمود' مفتی محمد شفیع' مولانا غلام غوث ہزاروی اور دیگر علمائے کرام کے ہمراہ میدان عمل میں اترے اور آخرکار جنرل ایوب خان کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ علماء سو میدان ہی سے نہیں بلکہ پاکستان سے فرار ہوگئے۔

فلسطین پر اسرائیل نے قبضہ کیا تو مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسرائیل کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔ مفتی اعظم فلسطین شیخ امین الحسینی کو پاکستان کی آنے کی دعوت دی۔ علمائے کرام نے بھرپور مدد کی۔ مولانا بنوری نے اس سلسلہ میں مصر کا سفر بھی کیا۔ اسلام کے عائلی قانون کے بجائے غیر اسلامی قوانین ایوب خان کے دور میں زبردستی منظور کرائے گئے تو مولانا بنوری میدان عمل میں اترے اور ان کو مسترد کیا۔ عوام کو باور کرایا کہ ان غیر اسلامی قوانین کی پیروی نہ کریں۔ گو آج تک یہ قانون موجود ہیں مگر اس پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں نے مسلمان طلبہ پر حملہ کیا۔ مولانا بنوری نے تمام سیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے تحریک ختم نبوت کا آغاز کیا۔ مولانا مفتی محمود' مولانا شاہ احمد نورانی' شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ' مولانا غلام غوث ہزاروی' پروفیسر غفور احمد' نوابزادہ نصر اللہ خان جیسے ۴۴ اراکین اسمبلی میں موجود تھے۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے ترمیمی بل جمع کرایا۔ مولانا بنوری نے کراچی سے خیبر تک' بولان سے جولان تک عوام کو میدان میں اتارا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا تاج محمود' مفتی احمد الرحمن' مفتی ولی حسن' مولانا محمد تقی عثمانی' مولانا سمیع الحق نے حوالہ جات کے ذریعہ ملت اسلامیہ کا موقف تیار کیا۔ اسمبلی میں مرزا ناصر' مرزا صدرالدین پر جرح ہوئی۔ قومی اسمبلی نے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس موقع پر جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن اور مولانا بنوریؒ کے خلاف جہازی سائز کے اشتہارات شائع کئے گئے۔ جامعہ کو دہشت گردی کا اڈا قرار دیا گیا۔ مگر مولانا بنوریؒ نے ناموس رسالت پر بنوری ٹاؤن کو قربان کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں مولانا بنوری نے قیادت کی اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن نے مرکز کا کردار ادا کیا۔

جنرل ضیاء الحق کے دور میں آپ کو اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن منتخب کیا گیا۔ ایک اجلاس میں جنرل ضیاء الحق نے ایک غیر شرعی امر یعنی ٹیلی ویژن پر آکر عوام سے عہد لینے کا کہا تو مولانا بنوری نے واضح طور پر جنرل ضیاء الحق کو کہا کہ ہم کسی غیر شرعی عمل میں کسی صورت میں تعاون نہیں کریں گے۔ بارہا جنرل ضیاء الحق سے کہا کہ نظام اسلام کے نفاذ کے لئے کسی سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ قضائے الٰہی نے آپ کو مہلت نہیں دی اور اکتوبر ۱۹۷۷ء میں آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ مولانا بنوری کے بعد آپ کے پہلے جانشین مفتی احمد الرحمن نے مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی' مولانا محمد ادریس میرٹھی' مولانا سید مصباح اللہ شاہ' مولانا حبیب اللہ مختار شہید' مولانا بدیع الزماں' مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید' مولانا محمد بنوری'

مولانا عبدالقیوم چترالی، ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہید، مولانا عبدالسمیع شہید اور دیگر اساتذہ کرام کی رفاقت میں جامعہ کو اسی انداز میں چلایا۔ ہر باطل فرقہ اور حکومت کے ہر غیر اسلامی عزائم کے سامنے جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن سد سکندری کی طرح ایستادہ رہا۔ کسی مرحلہ میں بھی لچک یا مصلحت کوشی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ڈی ایم ایل اے نے جامعہ کو سیل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ مفتی احمد الرحمٰن نے اپنے رفقاء سمیت گرفتاری دی۔ طلباء نے جامعہ کے تحفظ کے لئے اپنے سینے فوجیوں کی سنگینوں کے سامنے کر دیے۔

اس دوران افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کا اعلان ہوا۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود نے سینکڑوں علمائے کرام سمیت جہاد کا فتویٰ جاری کیا۔ مفتی احمد الرحمٰن، مفتی ولی حسن اس فتویٰ پر دستخط کرنے والے پہلے علمائے کرام تھے۔ افغانستان کے مجاہد علمائے کرام کی پاکستان میں پہلی میزبانی کا شرف بھی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کو حاصل ہوا، اس وقت سے لے کر اب تک جامعہ اس شرعی فریضہ کا حق ادا کر رہا ہے۔ چیچنیا، فلسطین، کشمیر، عراق دیگر مظلوم مسلمانوں کی امداد کے لئے جامعہ ہمیشہ پیش پیش رہا۔ بے نظیر بھٹو جب پہلی مرتبہ غیر شرعی حکمران کے طور پر غلام اسحاق خان کی ایماء پر اقتدار کا حلف اٹھانے کے لئے گئیں تو مفتی احمد الرحمٰن چودہ علمائے کرام کو لے کر غلام اسحاق خان کے پاس گئے اور ان کو اس غیر شرعی عمل سے روکنے کی کوشش کی۔

نواز شریف نے توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کی بات کی تو جامعہ بنوری ٹاؤن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے میدان عمل میں اترا۔ جنرل مشرف نے آئین معطل کیا اور جامعہ کے شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے جنرل مشرف کو چیلنج کیا اور آخر کار اس کی پاداش میں جام شہادت نوش کیا۔ تیسرے دن تعزیت کے لئے جنرل مشرف پہنچے تو جامعہ کے امام المجاہدین مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ نے توہین رسالت کے قانون اور قادیانیت سے متعلق ترامیم بحال کرنے کا جرأت مندانہ مطالبہ کیا۔ افغانستان اور عراق پر حملہ کی صورت میں مفتی نظام الدین شامزیؒ نے جنرل مشرف کو تنقید کا نشانہ بنایا اور امریکا کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور سقوط افغانستان و عراق کے باوجود مفتی نظام الدین شامزیؒ نے اس جہادی سلسلہ کو جاری رکھا اور آخر کار اپنے شیخ کی اقتداء میں جام شہادت نوش کیا۔ جامعہ کی یہ تاریخ وہ سب سے بڑا عنصر ہے جس کی وجہ سے یہ حکمرانوں کی نگاہوں میں بھی کھٹکتا ہے اور امریکا اور یورپ بھی اس سے لرزہ براندام رہتا ہے۔ دنیا بھر کے کفریہ ذرائع ابلاغ اس کے متعلق جھوٹے پروپیگنڈوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔

آج کل بڑی شدت کے ساتھ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے خلاف دہشت گردی کی سرپرستی اور دہشت گردوں کو تیار کرنے کے الزامات عائد کئے جا رہے ہیں۔ ملا عمر اور اسامہ بن لادن کو اس کا تعلیم یافتہ قرار دیا جا رہا ہے۔ دنیا میں جہاں کوئی واقعہ ہو جائے اس کی نسبت جامعہ سے جوڑی جاتی ہے حالانکہ جامعہ کی مرکزیت کا جو تقاضا ہے وہ تمام الزامات کی نفی کرتا ہے۔ جامعہ بنوری ٹاؤن ایک دینی مرکز ہے جس نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے دوران جبکہ قیادت و سیادت اس کے ہاتھ میں تھی کسی بدامنی کا تصور نہیں کیا۔ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم مظلوم رہ کر خدا کی مدد کے طالب رہتے ہیں، ظالم بننا ہمارے لئے رحمت خداوندی سے دوری کا باعث بنے گا۔ اعلائے کلمۃ اللہ اور باطل کے خلاف احسن طریقہ سے جہاد ہمارا فریضہ ہے، اس لئے آج تک جامعہ کے کسی استاد یا طالب علم پر کسی بھی بدامنی کا کسی بھی نوعیت کا کوئی مقدمہ قائم نہیں ہوا۔ مگر جامعہ کے علمائے کرام کا حکمرانوں کی آنکھ میں آنکھ ڈالنا اور غلبۂ اسلام کے لئے جدوجہد کرنا امریکا اور یورپ کے نزدیک پسندیدہ نہیں۔ اس لئے پروپیگنڈوں کا طوفان جامعہ بنوری ٹاؤن کے خلاف کھڑا کیا ہوا ہے۔ بڑے بڑے اخبارات اور رسائل اس کے خلاف مضامین شائع کرتے ہیں۔ جنرل مشرف کو اس کے خلاف رپورٹیں فراہم کی جاتی ہیں۔ جامعہ پر کتابیں تحریر کی گئی ہیں۔ مگر جس طرح دارالعلوم دیوبند اکابر کی دعاؤں سے ترقی کی جانب گامزن ہے، اسی طرح قرآنی آیت ''کفریہ طاقتیں اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں (میڈیا وار) کے ذریعہ مٹانا چاہتی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرے گا، اگرچہ کفار اس کو پسند نہ کریں'' کے مصداق مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی ولی حسن ٹونکی، مفتی احمد الرحمٰن، مولانا حبیب اللہ مختار، مولانا مصباح اللہ شاہ اور دیگر اساتذہ کرام کی حکیمانہ اور مقبول عنداللہ کوششوں سے بنا ہوا یہ جامعہ دین اور علوم دین کے تحفظ و اشاعت کے لئے ترقیات کی منازل طے کرتا رہے گا۔

☆☆......☆☆

مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت

کے حوالے سے جاری کردہ اخباری رپورٹیں‘ بیانات‘ پریس ریلیز

مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت عظیم المیہ ہے

کراچی (نمائندہ خصوصی) مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی شہادت عظیم المیہ ہے۔ دہشت گردی کے واقعات کا تسلسل افسوسناک ہے۔ دنیا بھر میں مسلمانوں کو چن چن کر نشانہ بنایا جارہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا خواجہ خان محمد‘ مولانا محمد سرفراز خان صفدر‘ دارالعلوم دیوبند سے مولانا اسعد مدنی‘ مولانا مرغوب الرحمٰن‘ مولانا ارشد مدنی‘ مولانا سید نفیس شاہ الحسینی‘ مولانا فضل الرحمٰن‘ مولانا سمیع الحق‘ قاضی حسین احمد‘ حافظ حسین احمد‘ مولانا عبدالغفور حیدری‘ لیاقت بلوچ‘ مولانا عطاء الرحمٰن بن مولانا مفتی محمودؒ‘ لندن سے علامہ عمران الذکی‘ قطر سے فصیح الرحمٰن‘ اسلام آباد کے مولانا محمد شریف ہزاروی‘ قاضی احسان احمد‘ مولانا جاوید شریف‘ راولپنڈی کے قاری سعید الرحمٰن‘ مولانا اشرف علی‘ قاری عتیق الرحمٰن‘ قاری محمد ابراہیم‘ کراچی سے مولانا محمد طیب لدھیانوی‘ حاجی مسعود پاریکھ‘ قاری ہلال احمد ربانی‘ قاری اللہ داد‘ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی‘ حافظ محمد سعید لدھیانوی‘ حافظ محمد عتیق الرحمٰن لدھیانوی‘ محمد فاروق قریشی‘ قاری عبدالملک‘ حاجی محمد ادریس‘ صوفی محمد مسکین‘ قاری عبدالمالک صدیقی‘ لاہور کے حافظ ریاض درانی‘ مولانا عزیز الرحمٰن‘ مولانا شبیر احمد‘ پشاور کے مفتی شہاب الدین پوپلزئی‘ مولانا نور الحق نور‘ مانسہرہ کے قاضی محمد اسرائیل گڑنگی‘ ملتان کے مولانا اللہ وسایا‘ قاری حفیظ اللہ‘ گوجرانوالہ کے مولانا محمد نواز بلوچ‘ ڈاکٹر فضل الرحمٰن‘ لقمان میر‘ فیصل آباد کے صاحبزادہ طارق محمود‘ رانا فضل محمد‘ بہاولنگر سے مفتی خلیل احمد اخون‘ کوئٹہ کے مولانا عبدالواحد‘ مولانا عبداللہ منیر‘ تاج محمد فیروز‘ خلیل الرحمٰن‘ سکھر کے مولانا بشیر احمد‘ قاری خلیل احمد بندھانی‘ مولانا محمد حسین ناصر‘ ٹنڈو آدم کے علامہ احمد میاں حمادی‘ مفتی حفیظ الرحمٰن‘ مولانا محمد راشد مدنی‘ مفتی محمد طاہر مکی‘ حیدرآباد کے مولانا محمد نذر رحمانی‘ مولانا رب نواز‘ مولانا عبدالسلام قریشی‘ ڈاکٹر سیف الرحمٰن آرائیں‘ قاری کامران احمد‘ سجاول کے مولانا عبدالغفور قاسمی‘ مولانا غلام محمد سومرو‘ بھکر کے ڈاکٹر دین محمد فریدی‘ مولانا محمد عبداللہ‘ میرپورخاص کے مولانا محمد علی صدیقی‘ مولانا حفیظ الرحمٰن فیض‘ مولانا شبیر احمد کرنالوی‘ بدین سے حافظ زبیر احمد‘ مولانا عبدالستار‘ عبدالواحد گولاریچی سے حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی‘ جھڈو سے حافظ محمد شریف‘ نوابشاہ سے مولانا امجد مدنی‘ مولانا دوست محمد مدنی‘ مولانا ارشد مدنی‘ تھرپارکر سے مولانا خان محمد جمالی‘ مولانا تاج محمد‘ کنڑی سے مولانا امان اللہ تونسوی‘ میاں عبدالواحد‘ مولانا عبدالغفور‘ مولانا عبدالقادر بھان سمیت اندرون و بیرون ملک سے مذہبی رہنماؤں نے ٹیلی فون‘ فیکس‘ انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع سے مفتی محمد جمیل خان اور مولانا محمد نذیر تونسوی کی شہادت پر شہداء کے لواحقین و پسماندگان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں‘ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے علمائے کرام اور اقرأ روضۃ الاطفال کے ذمہ داران سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کیا۔ ان علمائے کرام نے شہداء کو اسلام اور مسلمانوں کیلئے ان کی بے مثال خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ ان شہداء کی خدمات رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی اور نئی نسل کیلئے رہنمائی کا کام دیں گی۔

بنوری ٹاؤن میں مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کے ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں مفتی محمد جمیل خان

اور مولانا نذیر احمد تونسوی کے ایصال ثواب کیلئے بنوری ٹاؤن میں صبح گیارہ بجے قرآن خوانی ہوئی۔ اس موقع پر مولانا عزیز الرحمن جالندھری' ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے سات ہزار سے زائد شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد جمیل خان اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مفتی محمد جمیل خان نے ملک بھر میں دینی مدارس کا جال بچھا کر اسلام کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی جانی و مالی خدمات قیامت تک فراموش نہیں کی جائیں گی۔ وہ عجز و انکساری اور حسن اخلاق کا نادر نمونہ تھے۔ وہ اپنے اساتذہ کا انتہائی ادب واحترام کیا کرتے تھے۔ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جامعہ علوم اسلامیہ کی دینی وملی روایات کے علمبردار تھے۔ وہ قادیانی فتنے کے انسداد اور ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے مرتے دم تک سرگرم عمل رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عالمی سطح پر منظم کرنے کے سلسلے میں انہوں نے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ مولانا نذیر احمد تونسوی عقیدۂ ختم نبوت کے عالمی مبلغ تھے۔ ان کے مؤثر دلائل سے متاثر ہو کر ہزاروں کی تعداد میں قادیانیوں نے اپنے باطل عقائد سے توبہ کر کے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ بعدازاں شہداء کیلئے بلندی درجات کی دعا کی گئی۔ اس موقع پر مفتی محمد جمیل خان کے برادران عبدالرزاق خان' محمد صالح' عبدالہادی' عبدالقادر' برادر نسبتی مفتی مزمل حسین کاپڑیا کے علاوہ ممتاز علمائے کرام قاری سعید الرحمن' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا سلیمان بنوری' مولانا تنویر الحق تھانوی' مولانا نور الہدیٰ' مولانا سعید احمد جلال پوری' مفتی خالد محمود' قاری شیر افضل' قاری محمد عثمان' مولانا سید حماد اللہ شاہ' مولانا عزیز الرحمن رحمانی' مولانا محمد شریف ہزاروی' مولانا اقبال اللہ' قاری فیض اللہ چترالی' مولانا شبیر احمد خان' قاری عتیق الرحمن' قاری محمد ابراہیم' جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے تمام اساتذہ' ختم نبوت حج گروپ کے اراکین' اقرأ روضۃ الاطفال کے اساتذہ سمیت ایک محتاط اندازے کے مطابق سات ہزار سے زائد افراد موجود تھے۔

دنیا پر واضح ہو چکا ہے کہ علمائے کرام مظلوم ہیں: اجلاس میں علمائے کرام کا موقف

کراچی (نمائندہ خصوصی) مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کی شہادت کے حوالے سے ایک اہم اجلاس مولانا سعید احمد جلال پوری کی صدارت میں جمعرات کے روز منعقد ہوا جس میں مولانا اللہ وسایا' مولانا امداد اللہ' قاری محمد عثمان' حافظ عبدالقیوم نعمانی' مولانا عطاء الرحمن' مولانا سید حماد اللہ شاہ' مفتی مزمل حسین کاپڑیا' مفتی عاصم ذکی' مولانا عزیز الرحمن رحمانی' مولانا عبدالرحمن اور مفتی محمد جمیل خان شہید کے بھائی عبدالرزاق خان نے شرکت کی۔ اس موقع پر ان علمائے کرام نے کراچی سمیت سندھ بھر کے علمائے کرام اور خطیب حضرات سے اپیل کی کہ وہ نماز جمعہ کے اجتماعات میں علمائے کرام کی جانب سے مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کی شہادت کی ایف آر درج کرانے سے احتجاجاً انکار اور سرکاری شخصیات کے بائیکاٹ اور ان کی تعزیت قبول کرنے سے انکار کی وجوہات پر روشنی ڈالیں اور عوام الناس پر واضح کریں کہ مظلومیت اور امن پسندی کے اظہار کے لئے احتجاج کے مروجہ طریقوں سے ہٹ کر یہ راستہ اختیار کیا گیا ہے تاکہ حکومت پر واضح ہو جائے کہ وہ اب علمائے کرام کی شہادتوں کے سلسلے کو ختم کرنے میں سنجیدہ ہو جائے ورنہ عوام الناس علمائے کرام کے اصل قاتلوں کو خود ہی ڈھونڈ نکالیں گے۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کے ڈانڈے کہاں جا ملتے ہیں اور کون سی قوتیں دہشت گردی کے واقعات کی پلاننگ کرتی ہیں اور کن ایجنٹوں کے ذریعہ دہشت گردی کرائی جا رہی ہے اسے اب زیادہ دیر تک چھپایا نہیں جا سکتا۔ اب پوری دنیا پر واضح ہو چکا ہے کہ علمائے کرام مظلوم ہیں۔ عوام جان چکے ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں جو حقیقی دہشت گرد ہیں۔ اس لئے اب علمائے کرام اور دینی مدارس کے خلاف دہشت گردی میں ملوث ہونے کا پروپیگنڈا کارگر ثابت نہیں ہوگا۔ تمام مکاتب فکر مل کر اتحاد و اتفاق سے دہشت گردوں کے عزائم کو ناکام بنا دیں گے۔ اس موقع پر مولانا عبدالصمد ہالیجوی' ڈاکٹر خالد محمود سومرو' قاری شیر افضل خان' قاری محمد عثمان' مولانا عبدالکریم عابد اور دیگر نے عوام الناس سے اپیل کی کہ وہ جمعہ کو مفتی محمد جمیل خان شہید اور مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کے قاتلوں کی گرفتاری اور دہشت گردی کے سدباب کے لئے بھرپور آواز اٹھائیں اور علمائے کرام کی شہادتوں پر حکام کی سرد مہری کے خلاف شدید احتجاج کریں۔

☆☆......☆☆

خدا کا شکر ہے میں حق سے غداری نہیں کرتا

سید محمد سلمان گیلانی

خدا کا شکر ہے میں حق سے غداری نہیں کرتا
میں لے کر مال باطل کی طرف داری نہیں کرتا

مجھے زنجیر پہنا دیں مجھے سولی پہ لٹکا دیں
کبھی ظالم کے آگے گریہ و زاری نہیں کرتا

حکومت ہو اگر ظالم میں ظالم اس کو کہتا ہوں
کبھی ڈر کر میں اظہار وفاداری نہیں کرتا

میں سچی بات کہتا ہوں خفا ہے اس لئے حاکم
کہ اوروں کی طرح میں کیوں ریا کاری نہیں کرتا

تیری عزت تیری دولت بچے گی کس طرح ناداں
اگر تو اپنے گھر کی چار دیواری نہیں کرتا

میں ایسے حکمران سے کیا امید نفاذ اسلام کی رکھوں
جو اپنے آپ پر اسلام کو جاری نہیں کرتا

میں اپنے دل کو ہلکا کرلیا کرتا ہوں حق کہہ کر
مگر جھوٹ کہہ کر قبور کو بھاری نہیں کرتا

اسے بھی موت آئے گی مگر آئے گی بستر پر
خدا کی راہ میں مرنے کی جو تیاری نہیں کرتا

میں لعنت بھیجتا ہوں منکر ختم نبوت پر
کسی مسلم کی لیکن میں دل آزاری نہیں کرتا

امینؔ دعویٰ بیزاری ہے میرا اس مسلمان سے
جو کھل کر کفر سے اعلان بیزاری نہیں کرتا

عالم اسلام میں غم و غصہ کی لہر۔ پورا پاکستان سراپا احتجاج بن گیا

مسجد خاتم النبین میں شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، شہیدِ وفا عبدالرحمن شہیدؒ
مرشد المجاہدین حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی ابدی آرام گاہ۔

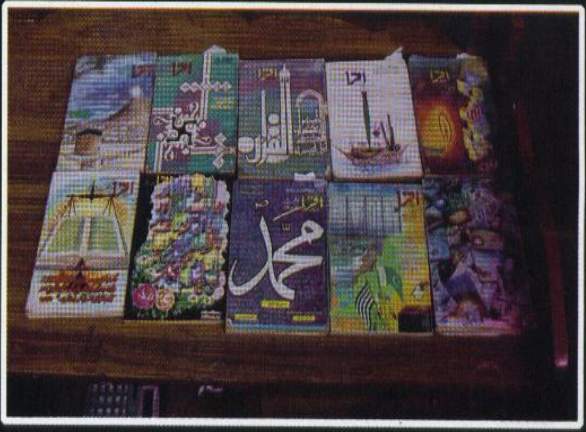

حضرت مولانا محمد جمیل خان شہیدؒ کی زیرادارت شائع ہونے والے مقبول عام ''اقراء'' ڈائجسٹ
کے چند یادگار شمارے، صحافت کے شعبہ میں حضرت کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

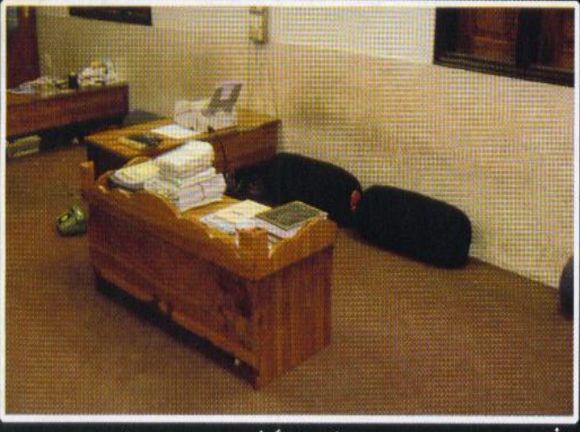

دفتر ختم نبوت میں حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کی نشست جہاں حضرت کے دست حق پرست پر
سینکڑوں قادیانی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی گاڑی۔

اقراء روضۃ الاطفال حضرت مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کی یادگار ہے جہاں سے ہزاروں بچے
حفظِ قرآن کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ مفتی صاحب کا یہ فیض ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔